وقت افطار

قرآن و سنت کی روشنی میں

تألیف

الشیخ آصف علی نجفی

کتاب کے جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	وقت اِفطار قرآن وسنت کی روشنی میں
تألیف	الشیخ آصف علی نجفی
نظر ثانی	الشیخ فیاض حسین نجفی صاحب
معاون	الشیخ خضر عباس نجفی صاحب
سال اشاعت	2019
تعداد	1000

ملنے کا پتہ

حوزہ علمیہ نجف الاشرف – عراق

فون: +964 750 925 8423

+964 751 094 0521

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
1	مقدمہ	7
2	ماہ رمضان المبارک کی فضلیت	11
3	سحری کھانے کی فضیلت	12
4	نبی کریمؐ نے خالی پیٹ روزے رکھنے سے منع فرمایا	13
5	طلوع فجر	15
6	لفظ فجر کا لغوی اور اصطلاحی معنی	15
7	مولانا اشرف علی تھانوی کا قول	16
8	نبی کریمؐ نے غروب آفتاب کی تعیین فرمائی	22
9	حضرت عبد اللہ بن ابی عوفہ کا بیان	23
10	علماء امامیہ کے نزدیک غروب آفتاب	26
11	آئمہ معصومین علیہم السلام کے نزدیک وقت غروب	28

12 ابر آلود دن میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے روزہ افطار کیا 33

13 افطار میں جلدی کرنے سے مراد 35

14 اہل کتاب کے نزدیک وقت افطار 37

15 نبی کریمؐ نے یہود ونصاری کے وقت افطار کو ناپسند کیا 39

16 علامہ محمد بن یحیی کاندھلوی کا قول:.................................... 40

17 سلیمان ابن الباجی کا قول:.. 41

18 اصحاب ثلاثہ کے نزدیک وقت افطار: 42

19 ابو موسی اشعری روزہ دیر سے افطار کرتا تھا 42

20 1. حضرت ابو بکر بن ابی قحافہ کے نزدیک وقت افطار 45

21 2. حضرت عمر بن خطاب اور حضرت عثمان بن عفان کے نزدیک وقت افطار ... 46

22 قارئین محترم سے مودبانہ گزارش:.. 48

23 شارحین موطأامام مالک 49

24 مفتی اعظم زرقانی کا فتوی : 51

25 امام محمد بن زکریا کاندھلوی کا قول: 52

26 امام ولی اللہ دہلوی کا قول 53

27 شارحین موطائیں سے عبد الرحمن جلال الدین سیوطی بھی ہیں 54

28 شارحین موطائیں سے قاضی ابو بکر محمد بن عبد اللہ ابن عربی بھی ہیں............ 55

29 اعتراض.. 56

30 علماء اہلسنت کے فتاویٰ 59

31 وقت اِفطار ہونے کے باوجود اِفطار میں تاخیر کو جائز قرار دیا ہے۔ 59

32 مفتی محمد شفیع دیوبندی کا فتوی 59

33 علامہ رفعت قاسمی کا فتوی 59

34 اہلسنت علماء کرام کے ویڈیو بیانات 60

35 1. مذہبی سکالر جاوید احمد غامدی کا بیان 60

36 2. اہل حدیث مفتی ملک حنیف کا بیان 60

37 3. انجینئر مرزا محمد علی کا بیان 62

38 شیعہ سکالرز کے ویڈیو بیانات 62

39 الشیخ حبیب کا بیان 62

40 مذہبی اور سائنسی شیعہ سکالر سیدہ طلیعہ زینب کا بیان 63

41 مضحکہ خیز قول 66

42 ضعیف روایات کا سہارا 67

43 وقت سے پہلے روزہ افطار کرنے والوں کے لئے دردناک عذاب 76

44 مؤلف کی دیگر تالیفات 84

مقدمہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد لله رب العالمین والصلاة والسلام علی البشیر النذیر والسراج المنیر سیدنا و نبینا محمد و آله الطیبین الطاهرین المعصومین ، و لعنة الله علی اعدائهم اجمعین من الآن الی قیام یوم الدین.

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ (سورة البقرة/ 183)

ترجمہ: اے ایمان والو تم پر روزے اسطرح فرض کیے گئے ہیں جسطرح تم سے پہلے والے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے شاید تم اس کی بدولت متقی اور پرہیز گار بن جاؤ۔

روزہ شریعت مقدسہ میں ایک مخصوص عبادت اور ریاضت نفسانی کا نام ہے، نماز اور روزہ ایسی عظیم عبادتیں ہیں جو ہر شریعت میں کسی نہ کسی شکل میں واجب رہی ہیں روزہ کے وجوب کی غرض وغایت بھی وہی ہے جو دوسری عبادات کے وجوب کی ہے یعنی روزہ بھی باقی عبادات کی طرح انسان کو متقی اور پرہیز گار بناتا ہے خواہشات نفسانی پر کنٹرول اور انسانی زندگی کی حرکات و سکنات میں نظم وضبط پیدا کرتا ہے، جس کی وجہ سے انسان معصیت الٰہی سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

روزے کا وجوب انسانی فطرت کے تقاضوں میں سے ایک تقاضا ہے اگرچہ مختلف ادیان میں

تقاضوں کے بدلنے سے شریعتیں بدلتی رہی ہیں لیکن جو چیز انسانی فطرت کے تقاضوں سے مربوط ہوتی ہے وہ ہرگز نہیں بدلتی اسی وجہ سے روزہ تمام شریعتوں میں واجب رہاہے۔

مِن قَبْلِكُمْ : جیسا کہ تم سے پہلے والے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی حضرت محمد مصطفیؐ کی امت کی دلجوئی کرتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا تاکہ میرے نبی کی امت پر گراں نہ گزرے کہ یہ روزے فقط ہمارے اوپر فرض کیے گئے ہیں بلکہ واضح کر دیا کہ یہ روزے تم سے پہلے والے لوگوں پر بھی فرض کیے گئے تھے۔

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ : اللہ تعالیٰ نے اس آیت مجیدہ میں روزے کے وجوب کا فلسفہ ذکر کیا کہ شاید تم روزے کی بدولت متقی اور پرہیز گار بن جاوگے چونکہ روزے کی وجہ سے انسان کے دل میں وہ قوت اور کیفیت پیدا ہو جاتی ہے، جس سے انسان کا دل گناہ جیسی کثافتوں اور غلاظتوں سے نفرت محسوس کرنے لگتاہے اور اس کے دل میں نیکی بجالانے کا جذبہ پیدا ہو جاتاہے۔
اور اللہ تعالیٰ نے انسان کی اس عظیم سعادت اور خوش نصیبی کے لیے ماہ رمضان مبارک کا انتخاب فرمایا۔

بد قسمتی سے امت مسلمہ کے درمیان روزے جیسی عظیم عبادت بھی باقی فرعی مسائل کی طرح اختلاف سے محفوظ نہ رہ سکی، ہمارے اہلسنت بھائی جوں ہی سورج کا اخری کنارہ غائب ہوتے ہوے دیکھتے ہیں تو فوراروزہ کھولنے کے لئے سائرن بجادیتے ہیں۔

جس کا درد دل مفتی کرم شاہ اظہری بھیروی یوں بیان کرتے ہیں کہ بعض لوگ روزہ افطار میں اتنی جلدی کرنے لگتے ہیں کہ سورج بھی صحیح طور پر غروب نہیں ہوتا افطار کا نقارہ بجا دیتے ہیں۔

(کتاب تفسیر ضیاء القران ج 1 ص 128، طبعة لاہور)

ہم اہل تشیع اہلسنت حضرات کی نسبت افطاری کا اعلان 9 یا 10 منٹ بعد کرتے ہیں اور اہلسنت کی علمی محافل میں اس بات پر بہت زور دیا جاتا ہے کہ شریعت مقدسہ میں جلدی روزہ افطار کرنے کا حکم وارد ہوا ہے اور افطار میں دیر کرنے سے روزے کو کراہت لاحق ہو جاتی ہے۔

بندہ ناچیز نے اس رسالہ وقت افطار میں مندرجہ ذیل امور پر بحث کی ہے:

1. اللہ تعالی نے روزہ افطار کیلیئے کون سا وقت مقرر کیا ہے۔
2. جن روایات میں جلدی روزہ افطار کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے اور ان کی اسناد کو علماء اہلسنت نے ضعیف قرار دیا ہے۔
3. شارع مقدسؐ کے نزدیک اس جلدی سے کیا مراد ہے۔
4. کیا اکابرین اہلسنت نے دیر سے روزہ افطار کرنا مکروہ قرار دیا ہے۔
5. اصحاب ثلاثہ کے نزدیک وقت افطار ۔
6. سائنسی لحاظ سے غروب ظاہری اور غروب شرعی کے درمیان فرق۔
7. وقت سے پہلے روزہ افطار کرنے والوں کو سخت عذاب کی وعید سنائی گئی۔

آخر میں ہم اللہ تعالی کے حضور دعا کرتے ہیں کہ وہ ہم سب مسلمانوں کو قرآن و سنت کی تعلیمات کے مطابق عبادت کرنے اور زندگی گزرانے کی توقیق عطا فرمائے، اور ہم سب مسلمانوں کو اس نورانی اور روحانی ماہ مبارک سے کسب فیض کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین یا رب العالمین۔

خادم اہلبیت علیہم السلام

الشیخ آصف علی نجفی عفی اللہ عنہ

17 جون 2019

ماہ رمضان المبارک کی فضلیت:

« أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عُلْوَانَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شِمْرٍ عَنْ جَابِرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ يُقْبِلُ بِوَجْهِهِ إِلَى النَّاسِ فَيَقُولُ يَا مَعْشَرَ النَّاسِ إِذَا طَلَعَ هِلَالُ شَهْرِ رَمَضَانَ غُلَّتْ مَرَدَةُ الشَّيَاطِينِ وَ فُتِحَتْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَ أَبْوَابُ الْجِنَانِ وَ أَبْوَابُ الرَّحْمَةِ وَ غُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ وَ اسْتُجِيبَ الدُّعَاءُ وَ كَانَ لِلَّهِ فِيهِ عِنْدَ كُلِّ فِطْرٍ عُتَقَاءُ يُعْتِقُهُمُ اللَّهُ مِنَ النَّارِ وَ يُنَادِي مُنَادٍ كُلَّ لَيْلَةٍ هَلْ مِنْ سَائِلٍ هَلْ مِنْ مُسْتَغْفِرٍ ».

ترجمہ: امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں میرے جد امجد رسول اللہؐ نے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: اے لوگو جب ماہ رمضان مبارک کا چاند طلوع ہوتا ہے تو شیاطین کو بند کر دیا جاتا ہے، اور آسمان و جنت اور رحمت الٰہی کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں دعائیں مستجاب ہوتی ہیں اللہ تعالیٰ ہر افطار کے وقت اپنے بندے کو جہنم کے عذاب سے آزاد کرتا ہے ہر شب منادی ندا دیتا ہے کہ کوئی سوال کرنے والا ہے کوئی معافی کا طلبگار ہے۔

(فروع کافی ج1 ص 332، کتاب الصیام ، ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی متوفی 328ھ، منشورات مؤسسه عالمی للمطبوعات بیروت)

سحری کھانے کی فضیلت :

شریعت مقدسہ میں سحری کھانے کی بہت زیادہ فضیلت وارد ہوئی ہے ان میں سے چند ایک روایات مومنین کی خدمت میں پیش کی جاتی ہیں تاکہ ان کے دلوں میں مزید سحری کھانے کا جوش وجذبہ پیدا ہو جائے اور خالی پیٹ روزہ رکھنے سے گریز کریں۔

حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں: « قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تَسَحَّرُوا فأَن فِي السَّحُورُ بَرَكَةٌ » نبی کریمؐ فرماتے ہیں کہ سحری کھاؤ سحری کھانے میں برکت ہے۔

دوسری روایت میں وارد ہے: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَدَعُ أُمَّتِيَ السَّحُورَ وَ لَوْ عَلَى حَشَفَةٍ . نبی کریمؐ فرماتے ہیں کہ میری امت کو سحری کھانا ترک نہیں کرنی چاہیے اگرچہ ایک دانہ خرمہ ہی ہو۔ اور بعض روایات میں یہاں تک وارد ہوا ہے: فَإِنَّ الْفَضْلَ فِي السَّحُورِ وَ لَوْ بِشَرْبَةٍ مِنْ مَاءٍ . نبی کریمؐ فرماتے ہیں سحری کو بہت بڑی فضیلت حاصل ہے اگرچہ پانی کے ایک گھونٹ کے ساتھ ہی ہو۔

(فروع کافي ج1ص346 باب سحری کا استحباب، منشورات مؤسسة عالمی بیروت لبنان، طبع اول 2005ء)

نبی کریمؐ فرماتے ہیں: « فَصْلُ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ أَهْلِ الْكِتَابِ أَكْلَةُ السَّحَرِ ».

ہمارے اور اہل کتاب (یہود و نصاری) کے روزے کے درمیان فرق سحری کا لقمہ ہے۔

(مشکاۃ المصابیح ج1 ص 377، حدیث 1986)

نبی کریمؐ نے خالی پیٹ روزے رکھنے سے منع فرمایا:

«عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (عَنِ الْوِصَالِ فِي الصَّوْمِ) فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: إِنَّكَ تُوَاصِلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: وَأَيُّكُمْ مِثْلِي؟ إِنِّي أَبِيتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِي».

راوی بیان کرتا ہے کہ نبی کریمؐ نے وصال فی الصوم یعنی بغیر کچھ کھائے پیئے پے درپے روزہ رکھنے سے منع فرمایا تو ایک شخص نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ پھر آپؐ ایسا کیوں کرتے ہیں تو آپؐ نے فرمایا تم میں سے مجھ جیسا کون ہو سکتا ہے میں رات گذارتا ہوں اس حالت میں کہ میرا رب مجھے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔

(مشکاۃ المصابیح جلد1 ص 376، حدیث 1986، الشیخ ولی الدین ابو عبد الله محمد بن عبد الله خطیب تبریزی (ایرانی)، تحقیق شیخ جمال عینانی، منشورات محمد علی بیضون دار الکتب العلمیة بیروت لبنان)

نبی کریمؐ نے شاید خالی پیٹ پے درپے روزے رکھنے سے اس لے منع کیا ہو اس سے بدن میں نقاہت پیدا ہو جاتی ہے جو روزہ دار کے خضوع و خشوع میں مخل ثابت ہو سکتی ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۖ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ ﴾ (سورة البقرة/187)

ترجمہ: کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ فجر کا سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے نمایاں نہ ہو جائے پھر تم روزے کو مکمل کرو رات تک۔

شان نزول: اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے عدی بن حاتم روایت کرتے ہیں کہ جب مذکورہ بالا آیت نازل ہوئی تو ہم نے سفید اور سیاہ دھاگے تکیہ کے نیچے رکھ لیے اور میں بڑے غور سے دیکھتا رہا اس (دھاگے) کا رنگ ظاہر نہ ہوا میں علی الصبح نبی کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا سارا ماجرہ سنایا تو آپ علیہ السلام فرماتے ہیں اس کا مطلب رات کی تاریکی اور صبح کی سفیدی ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الصوم ج1ص 188، حافظ ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی 256ھ)

نوٹ: محمد بن اسماعیل بن ابراھیم بن مغیرہ بردز بخاری الجعفی ہیں نیز بخاری کے جد بردز مجوسی المذھب تھے۔ (مقدمة صحیح بخاری، صفحة 4)

شیعہ خیر البریۃ کی طرف مجوسی مذہب کی نسبت دینے والے حضرات امام بخاری کے آباء واجداد کے مذہب کی تحقیق فرمائیں تو کافی حد تک ان کے غم وغصہ میں کمی آجائے گی۔

اس مذکورہ بالا آیت میں روزے کی ابتداء اور انتہاء ان دونوں کے اوقات مذکور ہیں روزے کی ابتداء فجر صادق ہے اور اس کی انتہارات داخل ہونے پر ہے، اور فجر کی دو قسمیں ہیں فجر کاذب اور فجر صادق دن کی ابتدا فجر صادق سے ہوتی ہے اور انتہاء رات پر۔

طلوع فجر:

لفظ فجر کا لغوی اور اصطلاحی معنی:

فجر کے لغوی معنی شگاف کرنے کے ہیں، اور اصطلاح میں صبح کی سفیدی رات کے سیاہ پردے کو چاک کر دیتی ہے اسی وجہ سے اسے لفظ فجر کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہے اسی طرح غروب آفتاب کے وقت تاریکی دن کی روشنی پر غالب آجائے تو اس کیفیت کو لفظ شفق کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے رات کے آخری حصے میں پہلے نسبتاً ہلکی سی سفیدی ظاہر ہوتی ہے اور تھوڑی دیر بعد یہ سفیدی ختم ہو جاتی ہے اسے فجر کاذب کہتے ہیں اس عمل کے کچھ دیر بعد ایک روشنی چوڑان شکل میں ظاہر ہوتی ہے پھر یہی روشنی افق پر مستطیل شکل میں ایک سفید دھاری کی طرح پھیل جاتی ہے اسے فجر صادق کہتے ہیں۔

چونکہ اب یہ روشنی سورج کی روشنی سے متصل ہونے کی وجہ سے سورج کے آنے کی سچی خبر دیتی ہے اس وجہ سے اسے فجر صادق کہتے ہیں اور یہاں سے ہی صبح کی نماز کا اول وقت شروع ہو جاتا ہے اور آخری وقت سورج کی کرنیں نکلنے تک رہتا ہے۔

فقہ حنفیہ کے نزدیک بھی روزہ رکھنے کا وقت فجر صادق سے شروع ہوتا ہے جیسا کہ:

1. صحیح مسلم میں ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری (ایرانی) المتوفی 261ھ نے روزے کے باب میں ذکر کیا ہے کہ روزے کی ابتداء طلوع فجر صادق سے ہوتی ہے نہ کہ فجر کاذب سے (ج2ص47)۔
2. الفتاوی الھندیۃ مولانا الشیخ نظام الدین وجماعۃ من علماء ھند ج 1 ص 246 طبع بیروت لبنان روزے کی ابتداء طلوع فجر (یعنی فجر صادق) سے ہوتی ہے۔

مولانا اشرف علی تھانوی کا قول:

مولانا اشرف علی تھانوی صاحب اپنی کتاب (بہشتی زیور ص 120 باب روزے کا بیان) پر لکھتے ہیں شرع میں روزے کا وقت صبح صادق سے داخل ہوتا ہے اس لیے جب تک صبح نہ ہو جائے کھانا پینا وغیرہ سب کچھ جائز ہے۔

مولانا اشرف علی تھانوی نے مسئلہ نمبر 102 باب نماز کے وقتوں کا بیان کے تحت فجر صادق کی تعریف کچھ اسطرح سے کی ہے پچھلی رات کو صبح کے وقت پورپ کی طرف سے یعنی جدھر سے سورج نکلتا ہے آسمان کے لنبان پر کچھ سپیدی دکھائی دیتی ہے پھر تھوڑی دیر میں آسمان کے کنارے پر چوڑان میں سپیدی معلوم ہوتی ہے اور آناً فاناً بڑھتی جاتی ہے اور تھوڑی دیر میں بالکل اجالا ہو جاتا ہے جب یہ چوڑان میں سپیدی دکھائی دے تو تب سے فجر کی نماز کا وقت ہو جاتا ہے اور جو آفتاب نکلنے تک باقی رہتا ہے جب آفتاب کا ذرہ سا کنارہ نکل آتا ہے تو فجر کی نماز کا وقت ختم ہو جاتا ہے، مقبول بہشتی زیور ص 75 مولانا اشرف علی تھانوی :

گویا شیعہ سنی کے وقت سحور میں کسی قسم کا کوئی اختلاف نہیں یعنی ان دونوں فرقوں کے نزدیک روزے کی ابتدا فجر صادق سے ہوتی ہے ۔

نوٹ: آذان فجر سے چند منٹ پہلے روزہ بند کرنا باب احتیاط کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔

احتیاط کی قید معصوم علیہ السلام کے فرمان اقدس کو مد نظر رکھتے ہوئے لگائی جاتی ہے۔

مثلاً امام جعفر صادق علیہ السلام کا فرمان ہے۔ لیس بنا کب عن الصراط من سلك طريق الاحتیاط.

ترجمہ: وہ شخص اپنا راستہ نہیں بھٹک سکتا جو احتیاط پر عمل کرتا ہے۔

امام محمد باقر علیہ السلام کا فرمان ہے الوقوف عند الشبه خير من الاقتحام في الهلكة

ترجمہ: امام محمد باقرؑ فرماتے ہے مقام شبہ میں رک جانا ہلاکت میں پڑھنے سے بہتر ہے۔

(اصول کافی ج 1، ص29، باب نوادر)

کسی شخص نے امام موسی کاظمؑ سے وقت مغرب اور وقت افطار کے متعلق سوال کیا۔

تو آپؑ نے اس سائل کے جواب میں لکھا

ارى لك ان تنتظر حتى تذهب الحمرة (المشرقية)

وتاخذ بالحائطة لدينك

ترجمہ: تم نماز مغرب اور وقت افطار کیلئے مشرقی سرخی کے زائل ہونے کا انتظار کیا کرو اور اپنے دین کے معاملے میں احتیاط سے کام لیا کرو۔

اس حدیث مبارکہ میں امام موسی کاظمؑ نے انتظار کر کے احتیاط کرنے کا حکم صادر فرما رہے ہیں۔

اب ہم اپنے محل بحث کی طرف بڑھتے یعنی طلوع فجر صادق سے پہلے روزہ کیوں بند کر دیا جاتا ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے اگر عین صبح صادق کے وقت روزہ بند کر دیا جائے تو یہ شبہ پیدا ہو سکتا ہے کہیں سحری کھانے میں چند منٹ دیر تو نہیں کر دی گئی۔

اس طرح روزہ افطار کرنے میں بھی شبہ پیدا ہو سکتا کہیں وقت افطار سے چند منٹ پہلے روزہ افطار تو نہیں کیا گیا۔

لہذا اس شبہ سے بچنے کیلئے عقل اور نقل احتیاط کا حکم لگاتی ہے۔

اور اسی طرح شبہ سے بچنے کیلئے مراجع عظام بھی فرماتے ہے کہ یقین حاصل کرنے کیلئے روزہ دار کو چاہے کہ کچھ دیر وہ صبح صادق سے پہلے کھانا پینا وغیرہ ترک کر دے۔

اس طرح کچھ دیر مغرب کے بعد بھی ایسا کام انجام دینے سے اجتناب کرے جو روزہ کا باطل ہونے کا موجب بنتا ہو۔

نوٹ: آج کل بعض سنی عرب ممالک میں بھی ماہ رمضان المبارک کی مناسبت سے شایع ہونے والے کلنڈروں میں وقت امساک اور آذان فجر کے درمیان چند منٹوں کا فاصلہ قرار دیا جاتا ہے۔

اب ہم اپنے محترم قارئین کی خدمت میں قرآن و سنت کی روشنی میں وقت افطار کی وضاحت اور تشریح کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب میں وقت افطار کا تذکرہ یوں فرمایا ہے:

ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ : تم روزے کو مکمل کرو رات تک۔

دونوں مکاتب فکر کے درمیان اختلاف:

دونوں مکاتب فکر شیعہ سنی کے درمیان نزاع اور اختلاف اس چیز میں پایا جاتا ہے آیا سورج کی ٹکیہ چھپتے رات داخل ہو جاتی ہے یا سورج کی ٹکیہ چھپنے کے بعد 9 یا 10 منٹ بعد مشرق کی سرخی زائل ہونے کے ساتھ رات داخل ہوتی ہے اور اس وقت افق پر سیاہ دھاری چھا جاتی ہے، فقہ حنفیہ کے نزدیک سورج کی ٹکیہ چھپتے رات داخل ہو جاتی ہے جبکہ یہ نظریہ بلکل درست نہیں کیونکہ اس وقت سورج کا نور افق پر موجود ہوتا ہے جس کی وجہ سے انسان ایک دوسرے کو دور سے دیکھ اور پہچان سکتا ہے اس وقت کو شام کہا جاتا ہے جس کے لیے قرآن مجید میں لفظ (اصیلًا اور بالعشی)استعمال ہوا ہے اور مذہب امامیہ کے نزدیک رات اس وقت داخل ہوتی ہے جب آسمان پر سیاہ دھاری چھا جائے کیونکہ رات اندھیرا چھا جانے کے معنی میں ہے جس کی تائید اور تفسیر آیات قرآنی کرتی ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِن جَعَلَ اللَّهُ عَلَيْكُمُ اللَّيْلَ سَرْمَدًا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَنْ إِلَٰهٌ غَيْرُ اللَّهِ يَأْتِيكُم بِضِيَاءٍ أَفَلَا تَسْمَعُونَ ﴾ (سورۃ القصص/71)

ترجمہ: اے رسول کہہ دیجیے یہ تو بتاو کہ اگر اللہ تعالیٰ قیامت تک تم پر ہمیشہ کے لیے رات مسلط کر دے تو اللہ کے علاوہ کون سا معبود ہے جو تمھیں روشنی عطا کرے کیا تم سنتے نہیں ہو۔

﴿ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِن جَعَلَ اللَّهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَنْ إِلَٰهٌ غَيْرُ اللَّهِ يَأْتِيكُم بِلَيْلٍ تَسْكُنُونَ فِيهِ أَفَلَا تُبْصِرُونَ ﴾ (سورۃ القصص/72)

ترجمہ: اے رسول کہہ دیجیے یہ تو بتاو کہ اگر قیامت تک اللہ تم پر ہمیشہ کے لیے دن مسلط کر دے تو اللہ کے علاوہ کونسا معبود ہے جو تمھیں رات عطا کرے جس میں تم سکون حاصل کر سکو۔

﴿ وَآيَةٌ لَّهُمُ اللَّيْلُ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَإِذَا هُم مُّظْلِمُونَ ﴾ (سورۃ یس/37)

ترجمہ: اور ان کے لیے ایک نشانی رات ہے جس میں سے ہم کھینچ کر دن کو نکال لیتے ہیں ورنہ یہ سب اندھیرے میں چلے جاتے۔

تو کیا یہاں مظلمون سے مراد استتار قرص لیا جائے گا ؟! ایسا ہر گز نہیں یہاں مظلمون رات کے معنی میں ہی ہے۔ تو جب نظیر قرآنی موجود ہے جس میں صراحت کیساتھ بیان کیا گیا ہے کہ لفظ لیل سے مراد اندھیرے کا چھا جانا ہے تو پھر بے جا تاویلات کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

عربی زبان میں رات کے لیے لفظ (لیل) استعمال ہوا ہے اور شرعی اصطلاح میں غروب آفتاب سے لے کر فجر صادق کا وقت داخل ہونے تک رات ہی شمار ہوتی ہے۔

خلاصہ الکلام: مذہب امامیہ کے نزدیک رات اس وقت داخل ہوتی ہے جب مشرق کی جانب سے نمایاں ہونے والی سرخی زائل ہو جائے اور مشرق سے مغرب کی جانب سیاہی آگے بڑھے اور مغرب میں مکمل طور پر اندھیرا چھا جائے۔

نبی کریمؐ نے غروب آفتاب کی تعیین فرمائی:

«عن عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَقْبَلَ اللَّيْلُ مِنْ هَاهُنَا وَأَدْبَرَ النَّهَارُ مِنْ هَاهُنَا وَغَرَبَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ».

ترجمہ: حضرت عمر بیان کرتا ہے کہ نبی کریمؐ نے (اپنے ہاتھ مبارک سے مشرق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) فرمایا جب رات ادھر سے یعنی مشرق کی طرف سے آگے بڑھے یعنی مشرق میں سیاہی آجائے اور دن مشرق سے مغرب کی جانب آگے بڑھے اور مغرب میں آفتاب غروب ہو جائے تو روزہ دار کو چاہیے کہ وہ روزہ افطار کرے۔

(مشکاۃ المصابیح ج1 ص 376، حدیث 1986، الشیخ ولی الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ خطیب تبریزی، تحقیق شیخ جمال عینانی، منشورات محمد علی بیضون دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان، تاریخ طبع اول 2003م)

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ نبی کریمؐ نے مشرق کی طرف ہاتھ کے ساتھ اشارہ کرتے ہوئے فرمایا غروب آفتاب کی علامت یہ ہے جب دن کی سفیدی مشرق کی جانب سے مغرب کی طرف پلٹ جائے اور مشرق کی جانب رات کی سیاہی نمودار ہو جائے اور مغرب میں سورج غروب ہو جائے تو روزے دار کو چاہیے کہ وہ اس وقت روزہ افطار کرے یعنی افطار کے لیے غروب آفتاب کا یقین حاصل کرنا ضروری ہے ورنہ روزہ باطل ہو جاتا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن ابی عوفہ کا بیان :

« حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ الشَّيْبَانِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى يَقُولُ: سِرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ صَائِمٌ، فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ، قَالَ: يَا بِلَالُ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَوْ أَمْسَيْتَ؟ قَالَ: انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ عَلَيْكَ نَهَارًا، قَالَ: انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا، فَنَزَلَ فَجَدَحَ فَشَرِبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ، ثُمَّ قَالَ: إِذَا رَأَيْتُمُ اللَّيْلَ قَدْ أَقْبَلَ مِنْ هَا هُنَا فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ، وَأَشَارَ بِأُصْبُعِهِ قِبَلَ الْمَشْرِقِ ».

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن ابی عوفہ بیان کرتا ہے کہ میں رسول اللہؐ کا ہم سفر تھا آپؐ روزے کی حالت میں تھے جب غروب آفتاب ہوا آپ نے جناب بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ سواری سے اترو اور

میرے لیے ستو تیار کرو جناب بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اۓ اللہ کے رسولؐ اگر اپ شام ہونے کا انتظار کرتے تو اچھا تھا آپؐ نے جناب بلال رضی اللہ عنہ کو دوبارہ حکم دیا کہ سواری سے اترو اور میرے لیے ستو تیار کرو بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اۓ رسول خداؐ ابھی دن باقی ہے آپؐ نے تیسری بار پھر فرمایا کہ سواری سے اترو اور میرے لیے ستو تیار کرو جناب بلال رضی اللہ عنہ سواری سے اترے اور ستو تیار کیا اور آپؐ نے نوش فرمایا اور پھر اپنے اصحاب سے مخاطب ہوئے اور اپنی انگلی کے ساتھ مشرق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا جب تم دیکھو کہ رات مشرق کی طرف سے آگئی ہے تو روزہ دار کو روزہ افطار کرنا چاہیے۔

(سنن ابی داود ج 3 ص 146 باب 19 حدیث 2344 باب روزہ افطار کرنے کا وقت مصنف ابو داود سلیمان اشعث ازدی سجستانی متوفی 235ھ تحقیق محمد عوامة / صحیح بخاری، پارہ ہشتم، باب افطاری میں جلدی کرنا، حدیث 1825 ج 1 ص 70 مترجم تحقیق محمد عوامه، مؤسسة الريان، طبع اول 1998ء)

تبصرہ:

جب اس صحیح السند حدیث کا دقت کے ساتھ مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریمؐ نے اپنے جلیل القدر صحابی بلال رضی اللہ عنہ کے ذریعے اپنی امت کو وقت افطار سمجھانے کے لیے کس قدر اہتمام فرمایا نبی کریمؐ نے بلال رضی اللہ عنہ کو تین مرتبہ اپنی سواری (اونٹ) سے اترنے اور ستو تیار کرنے کو کہا۔

اس حدیث مبارکہ میں چار اھم نکات قابل توجہ ہیں:

پہلا نکتہ: جناب بلال رضی اللہ عنہ کا سواری سے اترنا۔

دوسرا نکتہ: سواری کو کسی چیز کے ساتھ باندھنا اگر اونٹ وغیرہ تھا تو اس کا گھٹنہ باندھا ہو گا۔

تیسرا نکتہ: سامان سفر سے ستو وغیرہ علیحدہ کرنا۔

چوتھا نکتہ: پھر ستو کے مواد (پانی، قند، جو کا آٹا) وغیرہ کو کسی برتن میں ڈالا ہو گا اور پھر اسے مخلوط کیا ہو گا اس تمام عمل کے لیے یعنی ستو تیار کرنے کے لیے جناب بلال رضی اللہ عنہ کے 9 یا 10 منٹ ضرور صرف ہوئے ہوں گے اتنے میں آفتاب اپنے وقت غروب کو پہنچ چکا ہو گا اور مشرق کی طرف سے دن کی سفیدی رات کی سیاہی میں تبدیل ہو چکی ہو گی۔

اور آپؐ نے مشرق کی جانب انگلی کے ذریعے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ائے میرے اصحاب آسمان کی طرف دیکھو جب مشرق کی طرف سے رات آجائے تو وقت افطار ہو جاتا ہے یعنی مشرق میں سیاہ دھاری چھا جائے اور دن کی سفیدی مشرق سے مغرب کی جانب بڑھے اور مغرب میں آفتاب غروب ہو جائے تو وقت افطار شروع ہو جاتا ہے۔

فقہ جعفریہ سے تعلق رکھنے والے مومنین کا وقت افطار نبی کریمؐ کی تعلیمات اور سنت کے عین مطابق ہے اور وہ ہر گز غروب آفتاب کا یقین حاصل ہونے سے پہلے روزہ افطار نہیں کرتے اور نہ ہی اھل کتاب (یہود و نصاری) کی طرح روزہ افطار کرنے میں آسمان پر ستاروں کے جھرمٹ بننے کا انتظار کیا کرتے۔

علماء امامیہ کے نزدیک غروب آفتاب:

علماء امامیہ غروب آفتاب کے تحقق کیلئے مشرق کی طرف سے نمودار ہونے والی سرخی کے زائل ہونے کی شرط لگاتے ہیں اور اس پر معصومین علیہم السلام سے منقول شدہ صحیح الاسناد روایات دلالت کرتی ہیں جن کا اگے ذکر کیا جائے گا۔

1. و للمغرب ذهاب الحمرة المشرقية: يعني أن الحمرة المشرقية تكون في جهة المشرق بعد غروب الشمس وكلما يمضى من أستتارتها تتحرك الحمرة من المشرق تلو الشمس وكان الظلمة جيش يعقب جيش الحمرات الباقية من النور الحاصل من الشمس ليتسلّط على الأفق وهكذا يكون حتى يجيئ جيش الحمرة على المحاذي لروؤس اهل المكان المذكور ففى هذا الحال يحكم بدخول وقت صلاة المغرب.

ترجمہ: غروب آفتاب کے بعد مشرق کی سمت سے ایک سرخی نمودار ہوتی ہے اور جیسے جیسے سورج ڈوبنے لگتا ہے ویسے ویسے یہ سرخی مشرق کی طرف سے سورج کے پیچھے پیچھے حرکت کرتی ہے گویا سورج کے نور سے حاصل ہونے والی سرخیاں ایک فوج کے دستے کی طرح حرکت کرتی ہیں اور ان کے پیچھے اندھیرا بھی فوج کے دستے کی طرح چلتا ہے تا کہ وہ پورے افق پر چھا جائے یہاں تک کہ جب یہ سرخیاں اہل مکان کے سر پر پہنچ جائیں تو اس وقت نماز مغرب کا وقت داخل ہو جاتا ہے۔

(الجواهر الفخرية في شرح الروضة البهية ج1 ص 40 تاليف استاد وجدانی فخر، كتاب الصلاة)

علامہ جواد مغنیہ غروب آفتاب کی وضاحت کے ضمن میں لکھتے ہیں:

2. « مبدأ الصيام أول الفجر ومنتهاه أول الليل ويدخل الليل بمجرد مغيب الشمس ولكن مغيبها لا يعرف بمواراتها عن العيان بل بإرتفاع الحمرة من المشرق لأن المشرق مطل على المغرب وعلى هذا تكون الحمرة المشرقية انعكاساً لنور الشمس وكلما اوغلت الشمس في المغيب تقلص هذا الانعكاس ».

(تفسير الكاشف محمد جواد مغنية ج1ص 290 تفسير سوره بقرة آيت187 منشورات موسسة دار الكتاب اسلامی طبع 2003ء)

ترجمہ: روزے کی ابتدا فجر صادق اور انتہاء رات کا ابتدائی حصہ ہے اور غروب آفتاب کے ساتھ ہی رات داخل ہو جاتی ہے لیکن غروب آفتاب نظروں سے اوجھل ہونے سے نہیں بلکہ مشرق کی سرخی کے زائل ہونے سے پہچانا جاتا ہے کیونکہ مشرق مغرب پر محیط ہے اور اس پر جھانکتا ہے اسی بنا پر مشرق کی سرخی سورج کے نور کا پر تو ہے جیسے ہی سورج غروب ہوتا ہے تو یہ پر تو سمٹ جاتا ہے۔

توضیح: مشرق کی سطح مغرب سے بلند ہے اور سورج کی ٹکیہ گول شیشے کی مانند ہے آپ ہاتھ میں شیشہ لے کر منہ دیوار کی طرف کر کے آہستہ آہستہ گھمائیں تو جس طرف شیشے کا منہ گھومے گا عکس بھی اس طرف گھومتا جائے گا اب غروب کے وقت سورج کا منہ آسمان کی طرف ہو جاتا ہے اس لئے چاند پر اس کا عکس پڑتا ہے تو جب تک اس کا منہ مکمل طور پر چاند کی طرف سیدھا نہیں ہو جاتا اور تھوڑا ٹیڑھا ہونے کی وجہ سے مشرق کی جانب پر اس کی زرد شعاع موجود رہتی ہے جیسے ہی اس کا منہ سیدھا ہوتا جائے گا تو سر سے زرد شعاع مغرب کی جانب ڈھلتی جائے گی جیسے ہی سر سے شعاع ڈھلے گی تو یہاں سے نماز مغرب اور افطار کا وقت داخل ہو جاتا ہے اور رات کا آغاز ہو جاتا ہے۔

آئمہ معصومین علیہم السلام کے نزدیک وقت غروب:

آئمہ علیہم السلام نے بھی اپنے شیعوں کی رہنمائی کرتے غروب آفتاب کی علامت ذکر فرمائی ہیں جس کا تذکرہ انے والی بحث میں کیا جائے گا۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول شدہ روایت:

1. مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ وَ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ مُعَاوِيَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام قَالَ: إِذَا غَابَتِ الْحُمْرَةُ مِنْ هَذَا الْجَانِبِ يَعْنِي مِنَ الْمَشْرِقِ فَقَدْ غَابَتِ الشَّمْسُ مِنْ شَرْقِ الْأَرْضِ وَ مِنْ غَرْبِهَا.

ترجمہ: بریدہ بن معاویہ امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کرتا ہے کہ آپؑ نے فرمایا جب مشرق کی طرف سے سرخی زائل ہو جائے تو مشرق اور مغرب دونوں سمتوں میں آفتاب غروب ہو جاتا ہے۔

(الاستبصار فیما اختلف الاخبار ج1 ص151، کتاب الصلاۃ ،باب149 وقت المغرب والعشاء الآخرۃ، تالیف شیخ الطائفہ ابو جعفر محمد بن حسن طوسی متوفی 460ھ، منشورات مؤسسۃ العالمی للمطبوعات بیروت لبنان، طبع 2005ء)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول شدہ روایت:

2. مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ أَشْيَمَ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ وَقْتُ الْمَغْرِبِ

إِذَا ذَهَبَتِ الْحُمْرَةُ مِنَ الْمَشْرِقِ وَ تَدْرِي كَيْفَ ذَاكَ قُلْتُ لَا قَالَ لِأَنَّ الْمَشْرِقَ مُطِلٌّ عَلَى الْمَغْرِبِ هَكَذَا وَ رَفَعَ يَمِينَهُ فَوْقَ يَسَارِهِ فَإِذَا غَابَتْ هَاهُنَا ذَهَبَتِ الْحُمْرَةُ مِنْ هَاهُنَا.

ترجمہ: علی بن احمد بن اشیم اپنے بعض اصحاب کے توسط سے روایت کرتا ہے امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا مغرب کا وقت مشرق کی سرخی کے زائل ہونے کے ساتھ مشروط ہے آپ علیہ السلام نے اس سے پوچھا کیا آپ جانتے ہیں کہ ایسا کیوں ہے راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا کہ مولا مجھے تو معلوم نہیں امام علیہ السلام نے دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر بلند کیا اور فرمایا مشرق اسطرح مغرب پر محیط ہے اور اس پر جھانکتا ہے پس جب وہاں سے سورج چھپ جائے تو یہاں سے سرخی زائل ہو جاتی ہے۔

(فروع کافی ج1 ص 142 باب وقت المغرب والعشاء الآخرة ، تالیف ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی، متوفی 328ھ ، منشورات مؤسسہ عالمی للمطبوعات بیروت لبنان، طبع 2005ء)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول شدہ روایت:

3. عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَمَّنْ ذَكَرَهُ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ علیہ السلام قَالَ: وَقْتُ سُقُوطِ الْقُرْصِ وَ وُجُوبِ الْإِفْطَارِ أَنْ تَقُومَ بِحِذَاءِ الْقِبْلَةِ وَ تَتَفَقَّدَ الْحُمْرَةَ الَّتِي تَرْتَفِعُ مِنَ

الْمَشْرِقِ فَإِذَا جَازَتْ قِمَّةَ الرَّأْسِ إِلَى نَاحِيَةِ الْمَغْرِبِ فَقَدْ وَجَبَ الْإِفْطَارُ وَ سَقَطَ الْقُرْصُ.

ترجمہ: ابن ابی عمیر امام صادق علیہ السلام سے روایت کرتا ہے کہ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں غروب آفتاب کے ساتھ روزہ افطار کرنے کا وقت ہو جاتا ہے غروب آفتاب کو معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ آپ قبلہ کے بالمقابل کھڑے ہو جائیں اور مشرق کی سمت سے بلند ہونے والی سرخی کو دیکھتے رہیں جب وہ سرخی سر سے مغرب کی طرف ڈھل جائے تو اس وقت روزہ دار اپنے آپ کو مفطر سمجھے اور اس وقت سورج کی ٹکیہ بھی افق سے گر جاتی ہے۔

(فروع کافی ج1ص142 باب وقت المغرب والعشاء الآخرة، ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی)

پس ان روایات کا نتیجہ یہ نکلا غروب آفتاب کے ساتھ ہی نماز مغرب اور روزے کے افطار کا وقت داخل ہو جاتا ہے مگر غروب کی قطعی علامت سر سے سرخی کا گزر جانا ہے۔

سوال: بعض روایات کی رو سے سورج کی ٹیکہ چھپنے کے ساتھ نماز مغرب اور افطار کا وقت داخل ہو جاتے ہے ایسی روایات کے بارے میں علماء محققین کیا فرماتاہیں ؟

محققین علماء شیعہ نے ایسی روایات کے مندرجہ ذیل جواب دیے ہیں:

جواب نمبر 1: اس سوال کا جواب سید عبد الاعلی سبز وازی رح نے کچھ اسطرح سے دیا ہے۔

« اقول (السید عبد الأعلی السبزواري) وردت روايات كثيرة عن الآئمة الهدى أن الليل لا يدخل إلا بذهاب الحمرة المشرقية عن سمة الراس وعليه اجماع الامامية ولا تنافي بين الروايات فان المتحصل من مجموعها ان غروب الشمس له مراتب متفاوتة ادناها غيبوبة قرص الشمس وآخرها ذهاب الحمرة المشرقية يعرف غروب الشمس بالآخيرة ».

ترجمہ: سید عبد الاعلی سبز واری رح فرماتے ہیں: آئمہ ھدی علیہم السلام سے بہت سی ایسی روایات وارد ہوئی ہیں جو دلالت کرتی ہیں کہ رات فقط اس وقت داخل ہوتی ہے جب سر کی چوٹی سے مشرقی سرخی (حمرۃ مشرقیۃ) گزر جائے اور اسی بات پر علماٗ امامیہ کا اجماع ہے اور ان روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ سورج بتدریج غروب ہوتا ہے۔

ان میں سے پہلا درجہ سورج کی ٹکیہ کا غائب ہونا ہے اور اعلی مرتبہ مشرق کی سرخی کا زائل ہونا ہے پس غروب آفتاب کے اس آخری درجہ یعنی مشرقی سرخی کے زائل ہونے کو معیار قرار دیا جاتا ہے (مواھب الرحمان فی تفسیر القرآن ج 3 ص 103، تفسیر آیت اتموا الصیام الی اللیل) کے ذیل میں۔

جواب نمبر 2: صاحب الزبدۃ الفقیہ فی شرح روضۃ البھیۃ سید محمد حسن ترحینی عاملی فرماتے ہیں: غروب آفتاب کے لیے ذھاب الحمرۃ المشرقیہ کو معیار قرار دینا دو وجہ سے اولویت رکھتا ہے۔

1. ٹکیہ کا غائب ہونا فقط حمرۃ مشرقیہ کے زائل ہونے کے ساتھ ہی حاصل ہوتا ہے کیونکہ مشرق کی سطح مغرب پر بلند ہے اور یہ اس پر جھانکتا ہے جس کا تذکرہ بعض روایات میں گزر چکا ہے۔
2. عامہ کے موافق ہونے کی وجہ سے دوسرے اقوال کو تقیہ پر حمل کیا جائے گا(الزبدۃ الفقیہ فی شرح الروضہ البھیہ ج2ص32)

جواب نمبر3:اس قسم کی روایات میں اس بات کی کوئی تصریح موجود نہیں ہے کہ سورج کی ٹکیہ ڈوبتے ہی مشرقی سرخی کے زائل ہونے سے پہلے ہی وقت داخل ہوجاتا ہے زیادہ سے زیادہ ان روایات کا اس معنی میں ظہور ہوگا مگر جو روایات ان روایات کے مقابل میں ہیں نماز مغرب کا وقت مشرقی سرخی کے زائل ہونے کے ساتھ داخل ہوتا ہے وہ صریحہ ہیں اور ظہور جب صریح کے مقابلے میں ہو تو حجت نہیں ہوتا۔

خلاصہ کلام یہ ہوا دونوں قسم کی روایات ہیں جو روایات استتار قرص کو وقت غروب کے داخل ہونے کے لیے کافی سمجھتی ہیں وہ ظاہر ہیں جبکہ دوسری روایات جو حمرۃ مشرقیہ کے زائل ہونے کو ضروری قرار دیتی ہیں وہ نص ہیں لہذا دوسری قسم کی روایات پہلی قسم کی روایات پر مقدم ہوں گی چونکہ نصوص مقدم ہوتی ہیں ظواہر پر۔

ابر آلود دن میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے روزہ افطار کیا :

« حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ الْمَعْنَى قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ، قَالَتْ: أَفْطَرْنَا يَوْمًا فِي رَمَضَانَ فِي غَيْمٍ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ثُمَّ طَلَعَتِ الشَّمْسُ، قَالَ أَبُو أُسَامَةَ: قُلْتُ لِهِشَامٍ :أُمِرُوا بِالْقَضَاءِ؟ قَالَ: وَبُدٌّ مِنْ ذَلِكَ »

ترجمہ: اسماء رضی اللہ عنہا بنت ابو بکر بیان کرتی ہیں ہم نے عھد رسالت مآبؐ میں ابر آلود دن میں روزہ افطار کر لیا پھر سورج نکل آیا ھشام بن عروہ (جو اس حدیث کے راوی ہیں) سے استفسار کیا گیا کہ کیا انہیں قضا کرنے کا حکم دیا گیا ھشام نے اس سائل کے جواب میں کہا انہیں لازمی طور پر قضا کرنے کا حکم دیا گیا۔

(فتح الودود شرح سنن ابي داود ج4 ص 43، باب غروب آفتاب سے پہلے روزہ افطار کرنا، مصنف علامه ابو الحسن محمد بن عبد الهادي السندي كبير المتوفي 1138ھ، تحقيق ذكوان اسماعيل غبيس / سنن ابي ماجه ج2 ص 324 كتاب الصيام حديث 1474، ابو عبد الله محمد بن يزيد القزويني متوفي 275ھ، تحقيق محمود محمد محمود حسن نصار، منشورات محمد على بيضون دار الكتب علميه بيروت لبنان/ صحيح بخارى ج 1 ص 702 حديث 1827 كتاب الصيام، طبع اول 1998ء، الشيخ شعيب ارنوئوط فرماتے ہیں اس حدیث کی اسناد صحیح ہیں حاشیه فتح الودود، ج4ص 43، طبع 2017ء)

اس مذکورہ بالا حدیث صحیحہ سے ثابت ہوتا ہے روزہ دار کو چاہیے کہ روزہ افطار کرنے کے لیے غروب آفتاب کا یقین کرے ورنہ وہ اس روزے جیسی عظیم عبادت سے محروم ہو جائے گا۔

بعض اوقات سورج بادلوں میں چھپا ہوا ہوتا ہے یا پہاڑوں اور بلند عمارتوں کی اوٹ کی وجہ سے نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے جس کے نتیجے میں عوام الناس آفتاب کے غروب ہونے کا گمان کرتے ہوئے اپنے روزے کو وقت سے پہلے افطار کر دیتے ہیں اور بعد میں انہیں اس روزے کی قضا کرنی پڑتی ہے۔ غروب آفتاب کا یقین حاصل کرنے کا بہترین طریقہ یہی ہے کہ سورج کی ٹکیہ غائب ہونے کے بعد 9 یا 10 منٹ بعد غروب آفتاب کا انتظار کیا جائے تاکہ گمان یقین میں بدل جائے۔

افطار میں جلدی کرنے سے مراد:

بعض روایات میں جلدی روزہ افطار کرنے کی فضلیت بیان کی گئی ہے شارع مقدس ؐ کی اس جلدی سے کیا مراد ہے؟

روزہ جلدی افطار کرنے سے شارع مقدس ؐ کی یہ مراد ہر گز نہیں ہے کہ وقت افطار سے پہلے روزہ افطار کیا جائے بلکہ اس جلدی سے مراد عدم تاخیر ہے یعنی خداوند کریم نے روزہ افطار کرنے کے لیے جو وقت معین کیا ہے اس کی پابندی کا لحاظ رکھا جائے۔

« حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنّ رَسُولَ اللَّهِ ص قَالَ: لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ ».

(صحیح بخاری ج1، ص702 پارہ ھشتم کتاب الصوم، باب روزہ کھولنے میں جلدی کرنا، حدیث 1825 / صحیح ابن حبان ج 8، ص 275 کتاب الصوم حدیث 3506)

ترجمہ: سھل بن سعد روایت کرتا ہے نبی کریمؐ نے فرمایا کہ لوگ اس وقت بھلائی میں رہیں گے جب تک وہ روزہ افطار کرنے میں جلدی کرتے رہیں گے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَا يَزَالُ الدِّينُ ظَاهِرًا مَا عَجَّلَ النَّاسُ الْفِطْرَ ، لِأَنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى يُؤَخِّرُونَ . رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَهْ .

ترجمہ: ابو ھریرہ بیان کرتا ہے کہ نبیؐ نے فرمایا دین اس وقت تک غالب رہے گا جب تک لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے کیونکہ یہود و نصاری روزہ افطار کرنے میں دیر کرتے تھے، اس روایت کو ابو داود اور ابن ماجہ نے بھی نقل کیا ہے۔

(مشکاۃ المصابیح، کتاب الصوم، ج1 ص200، ح1995)

« حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي صَفْوَانَ الثَّقَفِيُّ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَا تَزَالُ أُمَّتِي عَلَى سُنَّتِي مَا لَمْ تَنْتَظِرْ بِفِطْرِهَا النُّجُومَ ».

ترجمہ: سھل بن سعد بیان کرتا ہے نبی کریمؐ فرماتے ہیں میری امت اس وقت تک میری سنت پر قائم رہے گی جب تک وہ روزہ افطار کرنے کے لیے آسمان پر ستاروں کے جگمگانے کا انتظار نہیں کرے گی۔ (صحیح ابن خزیمہ ج2 ص 359 حدیث 2061، کتاب الصوم ،تالیف ابو بکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ نیشاپوری (ایرانی) متوفی 311ھ، طبع 2009ء)

اہل کتاب کے نزدیک وقت افطار :

اس حدیث مبارکہ کی شرح و تفسیر آنے والی احادیث کر رہی ہیں یعنی وہ کون سے لوگ ہیں جو روزہ افطار کرنے کے لیے آسمان پر ستاروں کے جگمگانے کا انتظار کیا کرتے۔

« أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الْحَافِظُ ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ مُحَمَّدٍ ، ثَنَا مُسَدَّدٌ ، ثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَزَالُ

الدِّينُ ظَاهِرًا مَا عَجَّلَ النَّاسُ الْفِطْرَ ، لِأَنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى يُؤَخِّرُونَ . هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ ، وَلَمْ يُخْرِجَاهُ ».

ترجمہ: دین کا غلبہ اس وقت تک رہے گا جب تک لوگ روزہ افطار کرنے میں جلدی کرتے رہیں گے کیونکہ یھود و نصاری روزہ افطار کرنے میں دیر کیا کرتے، امام حافظ حاکم اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں یہ حدیث امام بخاری اور امام مسلم کے معیار کے مطابق ہے لیکن ان دونوں شخصیات نے اس حدیث کو اس سند کے ساتھ نقل نہیں کیا۔

(مستدرك على الصحيحين ج1 ص596، كتاب الصوم، علامة محمد بن خليفه لوشتاني متوفى 838ه)

اس مذکورہ بالا حدیث نبوی ؐ کی شرح میں لکھتے ہیں:

«اذْ فِيهِ مُخَالَفَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ لِأَنَّهُمْ يُؤَخِّرُونَ الْفِطْرَ حتى تشْتِبَك النُّجُومِ »

نبی کریم ؐ نے اپنے اس فرمان کے ذریعے اھل کتاب (یھود و نصاری) کی مخالفت کا حکم دیا ہے کیونکہ وہ اس وقت روزہ افطار کرتے تھے جب آسمان پر ستارے اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ چمکنے اور دمکنے لگتے تھے ۔

(صحیح مسلم مع شرح المسمیٰ اکمال الاکمال المعلم ج4 ص 32 ،تالیف حافظ محمد بن یوسف السنویسی الحسینی متوفی895 ھ ، تصحیح و تحقیق محمد سالم هاشم ، دار الکتاب بیروت لبنان ،طبع ثانی 2008ء)

روز مرہ کے مشاھدے کی بات ہے کہ غروب آفتاب کے تقریباً 20 یا25منٹ بعد آسمان پر ستارے جگمگانے لگ جاتے ہیں ہاں کبھی کبھار غروب آفتاب سے پہلے بھی کچھ ستارے نظر آتے ہیں لیکن وہ ستارے یہاں ہر گز مراد نہیں ہیں۔

نبی کریمؐ نے یہود و نصاری کے وقت افطار کو ناپسند کیا:

جب امت محمدیؐ پر روزے فرض کیے گئے تو نبی کریمؐ نےیھود و نصاری کے وقت افطار کو ناپسند کرتے ہوئے مسلمانوں کو اپنی شریعت کے مطابق روزہ افطار کرنے کا حکم دیایعنی اتموا الصیام الی اللیل۔

نبی کریمؐ نے اپنی امت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایاروزہ افطار کرنے میںیھود و نصاری کی اتباع نہ کرنا، اورمیری شریعت کے مطابق روزہ افطار کرنایعنی روزے کو مکمل کرنا رات تک۔

الشیخ محمد بن علی بن محمد شوکانی متوفی 1255ھ قولہ« **ما عجلوا الفطر** »یعنی افطاری میں جلدی کرنے کی شرح میں لکھتے ہیں:

« وَأَيْضًا فِي تَأْخِيرِهِ تَشَبُّهٌ بِالْيَهُودِ فَإِنَّهُمْ يُفْطِرُونَ عِنْدَ ظُهُورِ النُّجُومِ ، وَقَدْ كَانَ الشَّارِعُ يَأْمُرُ بِمُخَالَفَتِهِمْ فِي أَفْعَالِهِمْ وَأَقْوَالِهِمْ ».

ترجمہ: روزے کو دیر سے افطار کرنا یہود کے ساتھ شباہت رکھتا ہے کیونکہ وہ روزہ افطار کرنے کے لیے آسمان پر ستاروں کے جگمگانے کا انتظار کیا کرتے تھے پس شارع مقدس نے ان کے افعال اور اقوال کی مخالفت کا حکم دیا ہے۔

(نیل الاوطار من احادیث سید الاخیار شرح منتقی الاخبار ج3ص235 باب آداب افطار و سحور، تحقیق محمد سالم ھاشم منشورات محمد علی بیضون دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان۔طبع 1999ء)

علامہ محمد بن یحیی کاندھلوی کا قول:

« وَفِي الْبَحْرِ التَّعْجِيلُ الْمُسْتَحَبُّ قَبْلَ اشْتِبَاكِ النُّجُومِ ».

(اوجز المسالک ج5 ص 44)

کتاب بحر میں مذکور ہے آسمان پر ستاروں کے جگمگانے سے پہلے روزہ افطار کرنا مستحب ہے۔

اب ہمارا سوال ان مفتیان دین سے ہے جو عوام الناس کو جلدی روزہ افطار کرنے کے فضائل سناتے ہیں اور ان کی روزہ جیسی عظیم عبادت کو رائیگاں کرنے کے درپے رہتے ہیں وہ صاحب بحر کے فتوی کی طرف توجہ فرمائیں۔

جو فرماتے ہیں آسمان پر ستاروں کے جگمگانے سے پہلے روزہ افطار کرنا مستحب ہے۔

مشورہ: مفتی صاحبان غروب آفتاب کے وقت اپنے اپنے حجروں سے باہر نکلنے کی زحمت فرمائیں اور آسمان کی طرف نظر دوڑائیں تو انہیں معلوم ہو جائے گا مشرق کی سرخی کے زائل ہونے کے ساتھ آسمان پر ستارے ہرگز نہیں جگمگاتے بلکہ غروب آفتاب کے 20 یا25 منٹ بعد آسمان پر ستارے جگمگانے لگتے ہیں اور اس وقت یہود و نصاری روزہ افطار کرتے ہیں ۔

پس شارع مقدسؐ نے اتنی زیادہ دیر سے روزہ افطار کرنے کی ممانعت فرمائی ہے کیونکہ اتنی دیر سے روزہ افطار کرنا یہود و نصاری کے وقت افطار کے ساتھ شباہت رکھتا ہے ۔

فقہ جعفریہ پر کاربند رہنے والے مؤمنین اتنی دیر سے روزہ ہرگز افطار نہیں کرتے۔ بلکہ وہ مشرقی سرخی کے زائل ہونے کے ساتھ روزہ افطار کرتے ہیں جو سورج کی ٹکیہ کے غائب ہونے کے 9یا10 منٹ بعد زائل ہو جاتی ہے۔

سلیمان ابن الباجی کا قول :

سلیمان ابن الباجی ثم اتموا الصیام الی اللیل کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

« وَهَذَا يَقْتَضِي الإِمْسَاك الى أَوَّلِ جُزْءٍ مِنَ اللَّيْلِ غَيْرَ أَنَّهُ لَابُدَّ مِنَ الإِمْسَاكِ جُزْء مِنَ اللَّيْلِ لِيَتَيَقَّنَ صِيَام جَمِيع أَجْزَاءِ النَّهَارِ ».

ترجمہ: اپنے روزے کو مکمل کرو رات تک یہ حکم تقاضا کرتا کہ رات کے پہلے جز تک مفطرات روزہ سے اجتناب کیا جائے لیکن ضروری ہے کہ رات کے کچھ حصے میں بھی مفطرات روزہ سے اجتناب کیا جائے تا کہ یقین حاصل ہو جائے کہ دن کے تمام حصے میں روزہ رکھا گیا ہے۔

(المنتقی شرح الموطأ، ج 2 ص 42، باب ماجاء فی التعجیل، طبع مصر، تالیف قاضی ابو ولید سلیمان بن خلف بن سعد بن ایوب بن وارث الباجی الاندلسی فقه مالکی متوفی 496ھ)

اصحاب ثلاثہ کے نزدیک وقت افطار:

اب ہم اپنے محترم قارئین کی خدمت میں ان اصحاب کرام کے اسماء پیش کرتے ہیں جو نماز مغرب کے بعد روزہ افطار کیا کرتے تھے۔

ابو موسی اشعری روزہ دیر سے افطار کرتا تھا:

« حَدَّثَنَا هَنَّادٌ قَالَ أخبرنا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ وعَنْ أَبِي عَطِيَّةَ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَمَسْرُوقٌ عَلَى عَائِشَةَ فَقُلْنَا يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ رَجُلَانِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدُهُمَا يُعَجِّلُ الْإِفْطَارَ وَيُعَجِّلُ الصَّلَاةَ وَالْآخَرُ يُؤَخِّرُ الْإِفْطَارَ وَيُؤَخِّرُ الصَّلَاةَ قَالَتْ: أَيُّهُمَا يُعَجِّلُ الْإِفْطَارَ وَيُعَجِّلُ الصَّلَاةَ قُلْنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَتْ هَكَذَا صَنَعَ رَسُولُ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْآخَرُ أَبُو مُوسَى قَالَ أَبُو عِيني هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَاسْمُهُ مَالِكُ بن عَامِرٍ الْهَمْدَانِيُّ وَيُقَالُ مَالِكُ بْنُ عَامِرٍ بن الْهَمْدَانِيُّ وَابْنُ عَامِرٍ أَصَحُّ ».

ابو عطیہ بیان کرتا ہے میں اور مسروق حضرت عائشہ کے پاس گئے ہم نے پوچھا اے ام المومنین اصحاب محمدؐ میں سے دو ایسے آدمی ہیں ان میں سے ایک جلدی روزہ افطار کرتا ہے اور جلدی نماز پڑھتا ہے اور دوسرا دیر سے روزہ افطار کرتا ہے اور دیر سے نماز مغرب پڑھتا ہے بی بی نے پوچھا ان میں سے کون جلدی روزہ افطار کرتا ہے اور جلدی نماز پڑھتا ہے تو ہم نے جواب دیا عبد اللہ بن مسعود بی بی نے کہا نبی کریمؐ بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے اور دوسرا آدمی ابو موسی اشعری ہے جو دیر سے روزہ افطار کرتا ہے اور دیر سے نماز پڑھتا ہے۔

ابو عینی کہتے ہیں کہ یہ حدیث حسن اور صحیح ہے۔ابو عطیہ کا نام مالک بن عامر حمدانی ہے اور اسے مالک بن عامر حمدانی بھی کہا جاتا ہے اور یہ اصح ہے۔

« قَالَ الطِّيبِيُّ : الْأَوَّلُ عَمِلَ بِالْعَزِيمَةِ وَالسُّنَّةِ وَالثَّانِي بِالرُّخْصَةِ وَهَذَا بِمَا يَصِحُّ لَوْ كَانَ الِاخْتِلَافُ فِي الْفِعْلِ فَقَطْ . أَمَّا إِذَا كَانَ الْخِلَافُ قَوْلِيًّا فَيُحْمَلُ عَلَى أَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ اخْتَارَ الْمُبَالَغَةَ فِي التَّعْجِيلِ وَأَبُو مُوسَى اخْتَارَ عَدَمَ الْمُبَالَغَةِ فِيهِ ، وَإِلَّا فَالرُّخْصَةُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهَا عِنْدَ الْكُلِّ ، وَالْأَحْسَنُ أَنْ يُحْمَلَ

عَمَلُ ابْنِ مَسْعُودٍ عَلَى السُّنَّةِ وَعَمَلُ أَبِي مُوسَى عَلَى بَيَانِ الْجَوَازِ كَمَا سَبَقَ مِنْ عَمَلِ عُمَرَ وَعُثْمَانَ ».

ترجمہ: علامہ طیبی اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھتا ہے ابن مسعود کی جلدی افطاری کے عمل کو استحباب کے موافق قرار دیا جائے گا۔ اور ابو موسی اشعری کی دیر سے افطاری کے عمل کو جواز کے موافق قرار دیا جائے گا۔ یہ توجیہ اس صورت میں صحیح ہو گی۔ اگر اختلاف فعلی ہو فقط، اگر اختلاف قولی ہو تو اس بات پر حمل کریں گے جو ابن مسعود نے اختیار کیا ہے کہ جلدی افطاری کرنے میں مبالغہ کیا جائے اور ابو موسی اشعری نے اختیار کیا ہے کہ جلدی افطار کرنے میں مبالغہ نہ کیا جائے۔

احسن یہ ہے کہ ابن مسعود کے عمل کو سنت پر حمل کیا جائے اور ابو موسی اشعری کے عمل کو جواز پر حمل کیا جائے، جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے حضرت عمر اور حضرت عثمان دیر سے روزہ افطار کیا کرتے تھے۔

1. (مرقاة مفاتيح شرح مشكاة المصابيح ج4ص 427، علامه الشيخ على بن سلطان محمد قارى متوفى 1014 ھ، فصل الثالث، حديث 1996، تحقيق الشيخ جمال عيتاني، طبع اول 2001ء، منشورات محمد علي بيضون بيروت لبنان)

2. حاشيه تحفة الأحوازي بشرح جامع الترمذي، ابو العلاء بن عبد الرحيم المبارك الكفوري متوفي 353ھ ،ج 3 ص 216، طبع اول 2001ء ، منشورات محمد علي بيضون بيروت لبنان)
3. العرف الشذى شرح سنن الترمذي، ج 2ص 77،كتاب الصوم ،تأليف محمد انور شاه بن معظم شاه كشميرى هندى متوفى 1352ھ، دار الكتب العلمية بيروت لبنان)
4. (شرح طيبى على مشكاة المصابيح ج4ص 18، علامه شرف الدين محمد بن عبد الله طيبى متوفى 743ھ، منشورات محمد على بيضون)
5. (جامع كبير ج2 ص 77، حافظ ابو عيسى محمد بن عيسى ترمذى متوفى 279ھ ، تحقيق : مذہبی سکالر بشار اعواد معروف دار الغرب اسلامی)

نوٹ : دیر سے روزہ افطار کرنے والوں پر سوچ سمجھ کر فتوی لگانا ورنہ اس کی زد میں قاضی حاکمین (صفین) ابو موسی اشعری بھی آسکتا ہے۔

1. حضرت ابو بکر بن ابي قحافہ کے نزدیک وقت افطار:

« وينتهي صيام يومه بغروب الشمس وكان ابوبكر يقدم صلاة المغرب على الافطار ويرى ان تاخير الفطور واسعاً ».

ترجمہ: غروب افتاب کے ساتھ روزہ کا وقت ختم ہو جاتا ہے حضرت ابو بکر مغرب کی نماز کو افطار پر مقدم کرتے تھے ان کی رائے یہ تھی کہ افطار میں دیر کی کافی گنجائش ہے۔

(موسوعه فقه ابی بکر، حرف تهجی ص ذکر صیام، ص 175، تالیف سکالر محمد رواس سعودی قلعه جی دار النفائس، طبع اول 1983ء)

« ونَقَلَ الْمَاوَرْدِيُّ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَا يُؤَخِّرَانِ الْإِفْطَارَ ، وَأَجَابَ بِأَنَّهُمَا أَرَادَا بَيَانَ جَوَازِ ذَلِكَ لِئَلَّا يُظَنَّ وُجُوبُ التَّعْجِيلِ ».

ترجمہ: علامہ ماوردی نے نقل کیا ہے کہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر دیر سے روزہ افطار کیا کرتے تھے اور پھر ماوردی نے اس کی یہ تاویل کی ہے کہ کیونکہ انکا دیر سے روزہ افطار کرنا اس کے جواز کو بیان کرنا مقصود تھا تاکہ کسی شخص کو جلدی روزہ افطار کے وجوب کا گمان نہ ہو۔

(المجموع شرح المهذب ج 4ص 361 ذکر تعجیل الفطر، علامه الفقیه الحافظ ابو زکریا محی الدین بن شرف نووی متوفی 676ھ)

2. حضرت عمر بن خطاب اور حضرت عثمان بن عفان کے نزدیک وقت افطار :

«364: حَدَّثَنِي عَنْ مَالِك عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَعُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ كَانَا يُصَلِّيَانِ الْمَغْرِبَ حِينَ يَنْظُرَانِ إِلَى اللَّيْلِ الْأَسْوَدِ قَبْلَ أَنْ يُفْطِرَا ثُمَّ يُفْطِرَانِ بَعْدَ الصَّلَاةِ وَذَلِكَ فِي رَمَضَانَ ».

ترجمہ: حمید بن عبد الرحمن بیان کرتا ہے حضرت عمر بن خطاب اور حضرت عثمان بن عفان اس وقت مغرب کی نماز پڑھتے جب انہیں مغرب کی جانب سے رات کی سیاہی دکھائی دیتی پھر وہ نماز مغرب ادا کرنے کے بعد روزہ افطار کیا کرتے تھے ان کا یہ معمول ماہ رمضان المبارک میں ہوتا۔

(الموطأ امام مالك بن انس متوفي 179ھ ، ج1 ص 389، باب جلدی افطار کا حکم ، روایت یحیی بن لیثی اندلسی متوفی 244ھ ، تحقیق و تالیف مذہبی سکالر بشارعواد، ناشر دار الغرب الاسلامی طبع ثاني 1997ء)

« فَقَالَ الْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَبْسُوطِ : قَالَ الشَّافِعِيُّ : كَأَنَّهُمَا يَرَيَانِ تَأْخِيرَ الْفِطْرِ وَاسِعًا »

ترجمہ: بیہقی نے کتاب مبسوط میں شافعی کے اس قول کو نقل کیا ہے گویا کہ حضرت عمر اور حضرت عثمان کی رائے یہ تھی کہ افطار میں دیر کی کافی گنجائش ہے۔

(المجموع شرح المهذب ج4 ص 361)

سوال: کیا مذکورہ حدیث کی سند صحیح ہے؟

جواب: (وَأَمَّا) مَا رَوَاهُ مَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ بِأَسَانِيدِهِمُ الصَّحِيحَةِ عَنْ حَمِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عُمَرَ وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَا يُصَلِّيَانِ الْمَغْرِبَ حِينَ يَنْظُرَانِ إِلَى اللَّيْلِ الْأَسْوَدِ ثُمَّ يُفْطِرَانِ بَعْدَ الصَّلَاةِ وَذَلِكَ فِي رَمَضَانَ. (المجموع شرح المهذب ج4 ص 362، تاليف شرف النووی)

ترجمہ: مالک، شافعی اور بیہقی نے اپنی اسانید صحیحہ کے ساتھ حمید بن عبد الرحمن سے نقل کیا ہے کہ وہ بیان کرتا ہے حضرت عمر بن خطاب اور حضرت عثمان بن عفان اس وقت مغرب کی نماز پڑھتے جب انہیں مغرب کی جانب سے رات کی سیاہی دکھائی دیتی پھر وہ نماز مغرب ادا کرنے کے بعد روزہ افطار کیا کرتے تھے ان کا یہ معمول ماہ رمضان المبارک میں ہوتا۔

قارئین محترم سے مودبانہ گزارش:

ہے آپ اس روایت کے الفاظ کو غور سے پڑھیں اور خود فیصلہ کریں پس حضرت عمر بن خطاب اور عثمان بن عفان اس وقت مغرب کی نماز پڑھتے جب انہیں مغرب کی طرف سے رات کی سیاہی دکھائی دیتی اور نماز مغرب کے بعد روزہ افطار کرنا ان کا معمول زندگی تھا۔

اب یہاں پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ دونوں حضرات نماز مغرب کے کتنی دیر بعد روزہ افطار کیا کرتے تھے جب اس کیلئے وقت کا حساب لگایا جائے تو معلوم ہوتا ہے مثلاً آذان کے لیے تقریباً 3 یا 4 منٹ درکار ہوتے ہیں اور مغرب کی نماز 7 رکعتوں پر مشتمل ہوتی ہے جس میں 3 رکعت فرض اور 4 رکعت سنت ہے اور ان 7 رکعت نماز کی ادائیگی کے لیے کم از کم 7 یا 8 منٹ درکار ہوتے ہیں 3 منٹ آذان اور 7 منٹ نماز مغرب کے جمع کیے جائیں تو ٹوٹل 10 منٹ بنتے ہیں گویا یہ دونوں صحابیِ رسولؐ سورج کی ٹکیہ کے غائب ہونے کے 9 یا 10 منٹ بعد روزہ افطار کیا کرتے تھے اور اتنے میں مشرق کی سرخی بھی ختم ہو جاتی ہے اور آسمان پر رات کی سیاہی چھا جاتی ہے اور اسی چیز کا اللہ تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب میں حکم دیا ہے اتموا الصیام الی اللیل اے ایمان والو اپنے روزوں کو مکمل کرو رات تک اور ہماری فقہ جعفریہ کے مطابق بھی سورج کی ٹکیہ کے غائب ہونے کے 9 یا 10 منٹ بعد روزہ کا وقت افطار شروع ہو جاتا ہے گویا کہ یہ دونوں حضرات فقہ جعفریہ کے مطابق روزہ افطار کیا کرتے۔

شارحین موطأامام مالک :

کچھ سنی فقہاء عظام نے مستقل طور پر کتاب موطأپر شروحات لکھی ہیں جن میں موطأکی احادیث کی توضیحات اور تشریحات کی گئی ہیں ان شارحین میں سے ایک سنی عالم عبد الحی لکھنوی بھی ہیں جس نے موطأکی حدیث 364:

« اخبرنا مَالِك اخبرنا ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بن عوف أَنَّه أخبره ان عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَعُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ كَانَا يُصَلِّيَانِ الْمَغْرِبَ حِينَ يَنْظُرَانِ إِلَى اللَّيْلِ الْأَسْوَدِ قَبْلَ أَنْ يُفْطِرَا ثُمَّ يُفْطِرَانِ بَعْدَ الصَّلَاةِ وَذَلِكَ فِي رَمَضَانَ ».

ترجمہ: حمید بن عبد الرحمن بیان کرتا ہے حضرت عمر بن خطاب اور حضرت عثمان بن عفان اس وقت مغرب کی نماز پڑھتے جب انہیں مغرب کی جانب سے رات کی سیاہی دکھائی دیتی پھر وہ نماز مغرب ادا کرنے کے بعد روزہ افطار کیا کرتے تھے ان کا یہ معمول ماہ رمضان المبارک میں ہوتا۔

علامہ عبد الحی لکھنوی اس مذکورہ بالا حدیث لفظ « ثم یفطران » کی شرح کی ذیل میں لکھتے ہیں:

« فَكَانَا يُسْرِعَانِ بِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ ؛ لِأَنَّهُ مَشْرُوعٌ اتِّفَاقًا . وَلَيْسَ مِنْ تَأْخِيرِ الْفِطْرِ الْمَكْرُوهِ؛ لِأَنَّهُ إِنَّمَا يُكْرَهُ تَأْخِيرُهُ إِلَى اشْتِبَاكِ النُّجُومِ عَلَى وَجْهِ الْمُبَالَغَةِ ».

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب اور عثمان بن عفان نماز مغرب ادا کرنے میں جلدی کیا کرتے تھے کیونکہ شریعت مقدسہ میں نماز مغرب کو جلدی ادا کرنے کا حکم وارد ہوا ہے بالاتفاق اس صورت میں افطار میں دیر کرنا مکروہ نہیں ہے کیونکہ افطار میں اس حد تک دیر کرنا مکروہ ہے جب آسمان پر ستارے جگمگانے لگیں۔

(کتاب موطأ الامام مالك مع التعليق الممجد على الموطأ محمد ج2 ص 204، باب افطاری میں جلدی کرنا، شارح علامہ عبد الحی لکھنوی، تعلیق و تحقیق مذہبی سکالر تقی الدین الندوي، طبع ثاني 1998ء)

مفتی اعظم محمد بن حسن شیبانی کا فتوی:

علامہ عبد الحی لکھنوی اپنی کتاب (الممجد ج2 ص 205) پر محمد بن حسن شیبانی کا فتوی ذکر کرتے ہیں۔

« قَالَ مُحَمَّدٌ هَذَا كُلُّهُ واسع فَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَ قبل صلاته وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَ بَعْدَهَا كُلَّ ذَلِكَ لَا بَاسَ بِهِ ».

ترجمہ: وقت افطار میں کافی گنجائش پائی جاتی ہے چاہے کوئی شخص نماز مغرب سے پہلے روزہ افطار کرے یا بعد میں ان دونوں صورتوں میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

میرے محترم قارئین آپ نے محمد بن حسن شیبانی کا فتوی ملاحظہ فرمایا یہ اہلسنت کی نزدیک وہ عظیم شخصیت ہے جس نے فقہ حنفیہ کی تدوین کا فریضہ سرانجام دیا اس عالم بزرگوار کے نزدیک

اگر کوئی روزہ دار نماز مغرب یعنی غروب آفتاب کے 9 یا 10 منٹ بعد روزہ افطار کرتا ہے تو اس کا روزہ صحیح ہے یعنی اس کے روزے کو کراہت لاحق نہیں ہوتی۔

مفتی اعظم زرقانی کا فتوی:

« 364: حَدَّثَنِي عَنْ مَالِك عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَعُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ كَانَا يُصَلِّيَانِ الْمَغْرِبَ حِينَ يَنْظُرَانِ إِلَى اللَّيْلِ الْأَسْوَدِ قَبْلَ أَنْ يُفْطِرَا ثُمَّ يُفْطِرَانِ بَعْدَ الصَّلَاةِ وَذَلِكَ فِي رَمَضَانَ ».

ترجمہ: حمید بن عبد الرحمن بیان کرتا ہے حضرت عمر بن خطاب اور حضرت عثمان بن عفان اس وقت مغرب کی نماز پڑھتے جب انہیں مغرب کی جانب سے رات کی سیاہی دکھائی دیتی پھر وہ نماز مغرب ادا کرنے کے بعد روزہ افطار کیا کرتے تھے ان کا یہ معمول ماہ رمضان المبارک میں ہوتا۔

شارحین امام موطا میں سے امام زرقانی بھی ہیں جو موطا کی حدیث 364 کی شرح کرتے ہوئے « لفظ یفطران بعد الصلاۃ » کے ذیل میں لکھتے ہیں:

« فَكَانَا يُسْرِعَانِ بِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ لِأَنَّهُ مَشْرُوعٌ اتِّفَاقًا ، وَلَيْسَ مِنْ تَأْخِيرِ الْفِطْرِ الْمَكْرُوهِ إِنَّمَا يُكْرَهُ تَأْخِيرُهُ إِلَى اشْتِبَاكِ النُّجُومِ عَلَى وَجْهِ الْمُبَالَغَةِ ».

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب اور عثمان بن عفان مغرب کی نماز جلدی پڑھتے تھے کیونکہ شریعت مقدسہ میں نماز مغرب کو جلدی ادا کرنے کا حکم نازل ہوا ہے بالاتفاق اور نماز مغرب

کے بعد روزہ افطار کرنے میں کوئی کراہت نہیں روزے کو اس وقت کراہت لاحق ہوتی ہے۔ جب آسمان پر ستارے جگمگانے لگیں۔

(الشرح الزرقانی علی الموطأ امام مالك ج2، ص 212 ، تالیف محمد بن عبد الباقی بن یوسف زرقانی مصری ازھری مالکی متوفی 1122ھ، مشورات محمد علی بیضون دار الکتب العلمیة بیروت لبنان)

امام محمد بن زکریا کاندھلوی کا قول:

«أَمَّا مَا صَحَّ أَنَّ عُمَرَ وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَا بِرَمَضَانَ يُصَلِّيَانِ الْمَغْرِبَ الحديث لِبَيَانِ جَوَازِ التَّأْخِيرِ لِئَلَّا يُظَنَّ وُجُوبُ التَّعْجِيلِ».

ترجمہ: بہر حال جو حضرت عمر اور حضرت عثمان کے بارے میں روایات صحیحہ میں وارد ہوا ہے کہ یہ دونوں حضرات ماہ رمضان المبارک میں مغرب کی نماز ادا کرنے کے بعد روزہ افطار کیا کرتے تھے۔ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ افطاری میں دیر کرنا جائز ہے تاکہ کسی کو یہ گمان نہ ہو کہ جلدی روزہ افطار کرنا واجب ہے۔

(اوجز المسالك الی موطأ امام مالك ج5 ص 45، کتاب الصوم ، تالیف علامہ محمد بن زکریا بن محمد بن یحیی کاندھلوی، تحقیق ایمن صالح شعبان ، منشورات محمد علی بیضون دار الکتب بیروت لبنان ، طبع اول 1999ء)

امام ولی اللہ دہلوی کا قول:

« 364: (مَالِك) عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَعُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ كَانَا يُصَلِّيَانِ الْمَغْرِبَ حِينَ يَنْظُرَانِ إِلَى اللَّيْلِ الْأَسْوَدِ قَبْلَ أَنْ يُفْطِرَا ثُمَّ يُفْطِرَانِ بَعْدَ الصَّلَاةِ وَذَلِكَ فِي رَمَضَانَ ».

ترجمہ: حمید بن عبد الرحمن بیان کرتا ہے حضرت عمر بن خطاب اور حضرت عثمان بن عفان اس وقت مغرب کی نماز پڑھتے جب انہیں مغرب کی جانب سے رات کی سیاہی دکھائی دیتی پھر وہ نماز مغرب ادا کرنے کے بعد روزہ افطار کیا کرتے تھے ان کا یہ معمول ماہ رمضان المبارک میں ہوتا۔

امام ولی اللہ دہلوی کتاب موطأ حدیث 364 کی شرح میں لکھتے ہیں:

« قُلْتُ الِاسْتِينَاء التَّأْخِيرِ وَعَلَيْهِ أَهْل الْعِلْمِ أَنَّهُ يُسْتَحَبُّ ذَلِكَ مَا لَمْ يَقَعْ فِي شَكٍ ».

ترجمہ: شارح علامہ ولی اللہ دہلوی (میں کہتا ہوں افطار میں تھوڑی دیر کرنا راجح ہے اور فقہاء عظام نے اتنی دیر کو مستحب قرار دیا ہے جب روزہ دار شک میں نہ ہو آیا وقت افطار ہوا ہے یا نہیں۔

(المسوی شرح الموطأ ج 1ص 289، باب افطاری میں جلدی اور سحری کھانے میں دیر کرنا مستحب ہے ، تاليف علامة ولي الله دہلوی المتوفي 1176، تحقيق و

تصحيح جماعة من العلماء بإشراف الناشر ، منشورات محمد علي بيضون دار الكتب العلمية بيروت لبنان ، طبع ثاني2002ء)

گویاعلامہ ولی اللہ دہلوی صاحب فرمارہے ہیں کہ وقت افطار ہونے کے باوجود بھی تھوڑی دیر کرنا امر مستحسن ہے جب روزہ دار شک میں نہ ہو اور اتنی دیر کراہت کو متضمن نہیں ہے۔

کاش مولوی صاحبان اپنے اکابرین اہلسنت کے فتاوی سے عوام الناس کو روشناس کرادیتے تو مسلمانوں کے درمیان ایک دوسرے کے خلاف پیدا ہونے والا بغض اور عناد ختم ہوجاتا اور تمام مسلمان وحدت کے جھنڈے تلے جمع ہوسکتے۔

شارحین موطائیں سے عبد الرحمن جلال الدین سیوطی بھی ہیں:

« (364) حَدَّثَنِي عَنْ مَالِك عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَعُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ كَانَا يُصَلِّيَانِ الْمَغْرِبَ حِينَ يَنْظُرَانِ إِلَى اللَّيْلِ الْأَسْوَدِ قَبْلَ أَنْ يُفْطِرَا ثُمَّ يُفْطِرَانِ بَعْدَ الصَّلَاةِ وَذَلِكَ فِي رَمَضَانَ ».

ترجمہ: حمید بن عبد الرحمن بیان کرتا ہے حضرت عمر بن خطاب اور حضرت عثمان بن عفان اس وقت مغرب کی نماز پڑھتے جب انہیں مغرب کی جانب سے رات کی سیاہی دکھائی دیتی پھر وہ نماز مغرب ادا کرنے کے بعد روزہ افطار کیا کرتے تھے ان کا یہ معمول ماہ رمضان المبارک میں ہوتا ۔ (تنویر الحوالك شرح علی الموطأ مالك ج 1 ص 271. باب جلدی روزہ افطار کرنے کا

حكم، تاليف جلال الدين عبد الرحمن السيوطي الشافعي، منشورات محمد علي بيضون دار الكتب العلميه بيروت لبنان)

صاحب تنویر الحوالک نے اس روایت کو درج کرنے کے بعد اس پر کوئی جرح ونقد وغیرہ نہیں کیا گویا کہ یہ حدیث مصنف کے نزدیک ہر قسم کے ضعف اور سقم سے محفوظ ہے لہذا اگر کوئی مسلمان اس روایت پر عمل کرتے ہوئے نماز مغرب کے بعد روزہ افطار کرتا ہے تو اسے روزہ کا اجر ضرور ملے گا کیونکہ اس کا روزہ صحیح ہے۔

شارحین موطأمیں سے قاضی ابو بکر محمد بن عبد اللہ ابن عربی بھی ہیں :

« (364) حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَعُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ كَانَا يُصَلِّيَانِ الْمَغْرِبَ حِينَ يَنْظُرَانِ إِلَى اللَّيْلِ الْأَسْوَدِ قَبْلَ أَنْ يُفْطِرَا ثُمَّ يُفْطِرَانِ بَعْدَ الصَّلَاةِ وَذَلِكَ فِي رَمَضَانَ ».

ترجمہ: حمید بن عبد الرحمن بیان کرتا ہے حضرت عمر بن خطاب اور حضرت عثمان بن عفان اس وقت مغرب کی نماز پڑھتے جب انہیں مغرب کی جانب سے رات کی سیاہی دکھائی دیتی پھر وہ نماز مغرب ادا کرنے کے بعد روزہ افطار کیا کرتے تھے ان کا یہ معمول ماہ رمضان المبارک میں ہوتا۔

(القبس في شرح على موطأ امام مالك بن انس ج 2 ص 129، تاليف علامه قاضى ابو بكر محمد بن عبد الله ابن عربى اندلسى مالكى متوفى 543ھ، تحقيق ايمن

نصر ازهری علاا ابراهیم، منشورات محمد علی بیضون دار الکتب بیروت لبنان، طبع اول 1998ء)

شارح نے اس حدیث کی سند اور متن پر کسی قسم کی جرح اور نقد نہیں کیا گویا شارح کے نزدیک یہ حدیث سند اور متن کے لحاظ سے درست ہے،لہذا اگر کوئی مسلمان اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے نماز مغرب کے بعد یعنی غروب آفتاب کے تقریبا9یا10 منٹ بعد روزہ افطار کرتا ہے تو اس کا روزہ ہر قسم کی کراہت سے پاک سمجھا جائے گا۔

اعتراض :

« وَمِمَّا لَا بُدَّ مِنْ التَّنَبُّهِ عَلَيْهِ أَنَّ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ أَخْرَجَ عَن عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عُمَرَ وَعُثْمَانَ كَانَا يُصَلِّيَانِ الْمَغْرِبَ إِذَا رَأَيَا اللَّيْلَ وكَانَا يُفْطِرَانِ قَبْلَ الصَّلَاةِ ».

ترجمہ: جس چیز کی طرف متوجہ ہونا ضروری ہے کے ابن ابی شیبہ نے عبد الاعلی سے روایت کی ہے اس نے معمر سے اس نے زھری سے اس نے حمید بن عبد الرحمن سے وہ بیان کرتا ہے، کہ حضرت عمر اور عثمان جب غروب آفتاب دیکھتے تو اس وقت نماز مغرب پڑھتے اور نماز مغرب سے پہلے روزہ افطار کیا کرتے۔

جواب: موطأ امام مالک کے شارح علامہ شیخ محمد بن زکریا بن محمد بن یحیی کاندھلوی اس اعتراض کے جواب میں لکھتے ہیں:

« فهذا السياق يخالف سياق الموطأ وما في الموطأ هو المشهور عنهما وليس عندى من نسخ ابن ابى شيبه الا نسخة واحدة فليرجع الى النسخ الصحيحة ».

ترجمہ: ابن ابی شیبہ کی روایت کا سیاق عبارت موطأ امام مالک کے سیاق عبارت سے مختلف ہے موطأ میں وہی ہے جو ان دونوں (عمر عثمان) کے بارے میں مشہور ہے مغرب کی نماز کے وہ بعد روزہ افطار کیا کرتے تھے۔

(اوجز المسالك الى موطأ امام مالك، ج 5 ص 45 كتاب صوم، مصنف محمد بن زكريا بن محمد بن يحيى كاندہلوى، تحقيق ايمن صالح شعبان، منشورات محمد على بيضون بيروت لبنان، طبع اول 1997ء)

میرے پاس ابن شیبہ کا ایک ہی نسخہ ہے لہذا صحیح نسخہ کی طرف رجوع کیا جائے (ہو سکتا ہے وہ موطأ کی عبارت کے مطابق ہو)۔

سوال: کیا سنی فقہ کے مطابق کسی ضرورت کی وجہ سے دیر سے روزہ افطار کرنا جائز ہے ؟

جواب: جی ہاں سنی فقہاء نے بھی اس بات کی اجازت دی ہے۔

«وَأَمَّا مَنْ أَخَّرَ فِطْرَهُ لِأَمْرٍ عَنَّ لَهُ مَعَ اعْتِقَادِهِ أَنَّ صَوْمَهُ قَدْ كَامِلَةٌ عِنْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ فَلَا يُكْرَهُ لَهُ».

ترجمہ: بہر حال وہ شخص جس نے اپنے روزے کو کسی حاجت کی وجہ سے اس قصد کے ساتھ دیر سے افطار کیا ہو کہ میرا روزہ غروب آفتاب کے ساتھ مکمل ہو چکا ہے تو اس کا روزہ مکروہ شمار نہیں ہو گا۔ (اوجز المسالك ج 5 ص44)

سوال: کیا سنی فقہ میں بغیر کسی سبب کے دیر سے روزہ افطار کرنا مکروہ ہے؟

جواب: جی ایسا ہر گز نہیں ہے۔

حدیث نبوی میں وارد ہوا ہے:

«عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: لَا تُوَاصِلُوا فَأَيُّكُمْ أَرَادَ أَنْ يُوَاصِلَ فَلْيُوَاصِلْ حَتَّى السَّحَرِ».

ترجمہ: ابو سعید خدری روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول خدا کو فرماتے ہوئے سنا تم دو روزے ملا کر نہ رکھو، اگر تم میں سے کوئی ایسا کرنا چاہیے تو زیادہ سے زیادہ سحری تک روزہ رکھے۔

(صیح بخاری ج 1 ص 307 پارہ ہشتم ،الموطأ عبد الله بن وهب بن مسلم القرشی ص 97)

خلاصۃ الکلام: جب نبی کریمؐ نے 24 گھنٹے کے روزے کو جائز قرار دیا ہے تو اگر کوئی مسلمان روزے دار وقت افطار میں چند منٹوں کی دیر بھی کرلے تو اس کے روزے کو کراہت کس طرح لاحق ہو سکتی ہے۔

علماء اہلسنت کے فتاویٰ:

اب ہم اپنے محترم قارئین کی خدمت میں علماء اہلسنت کے فتاویٰ پیش کرتے ہیں کے جہنوں نے وقت اِفطار ہونے کے باوجود اِفطار میں تاخیر کو جائز قرار دیا ہے۔

مفتی محمد شفیع دیوبندی کا فتوی:

افطاری میں 2 یا 3 منٹ دیر کرنا بہتر ہے۔

(معارف القران ج 1 ص 456 تفسیر سورہ بقرہ آیت 187)

علامہ رفعت قاسمی کا فتوی:

کوئی یہ گمان نہ کرے کہ فقط سورج کا کنارہ غائب ہونے سے افطار کرنے پر روزہ درست ہو جائے گا۔(معارف المدینہ ج10 ص10)

اہلسنت علماء کرام کے ویڈیو بیانات :

اب ہم محترم قارئین کرام کی خدمت میں علماء اہلسنت کے ویڈیو بیانات کو کتابت کی شکل میں پیش کرتے ہیں، جنہوں نے واضح کر دیا کہ وقت افطار کا تعلق رات کے ساتھ ہے نہ اکہ شام کے ساتھ۔

1. مذہبی سکالر جاوید احمد غامدی کا بیان :

﴿ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ ﴾ کے ذیل میں فرماتے ہیں روزہ رات تک پورا کرو پھر فرماتے ہیں کہ رات ہونے سے کیا مراد ہے کیا رات غروب آفتاب کا نام ہے یا اندھیرا شروع ہونے کا۔

علامہ جاوید احمد غامدی نے تحت السطور اس بات کا اقرار کیا ہے اصل وقت افطار وہی ہے جو شیعہ مسلمانوں کا ہے۔

https://m.facebook.com/story.php?story_fbid=1030489137037911&id=460895237330640&sfnsn=mo

2. اھل حدیث مفتی ملک حنیف کا بیان :

وہ اپنی تقریر کے دوران سورہ بقرہ کی آیت 187 یعنی اتموا الصیام الی اللیل کے ذیل میں بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے روزہ کو اندھیرے پر افطار کرنا نہ کہ مغرب کی آذان پر

اور حدیث نبویؐ کا حوالہ دیتے ہوئے بیان کرتے ہیں پہلے مغرب کی نماز ادا کرے اور پھر روزہ افطار کرے اور روزہ افطار کرنے سے پہلے تین چیزیں دیکھ لیں :

1. سورج غروب ہو جائے۔
2. دن چلا جائے۔
3. اور رات آجائے۔

اور نبی کریمؐ کے اس فرمان کو بھی ذکر کیا کہ آپؐ فرماتے ہیں روزہ تب افطار کرنا چاہیے جب مغرب میں سورج غروب ہو جائے اور مشرق سے اندھیرا طلوع ہو جائے۔

اور علامہ صاحب فرماتے ہیں مشرق سے اندھیرا طلوع ہونے والا ٹائم مغرب کی آذان کے 10 تا 15 منٹ بعد ہوتا ہے۔ سیرت نبویؐ سے یہ بات ثابت ہے آپؐ نے ہمیشہ مغرب کی نماز پہلے پڑھی اور روزہ بعد میں افطار کیا۔ آجکل مغرب کی آذان پر جو روزہ افطار ہوتا ہے وہ روزہ نہیں بلکہ وہ کھوجاہے اور اس کا کوئی ثواب نہیں بلکہ الٹا اس کا گناہ ہے۔

اور حکم قرآنی سے ثابت ہے کہ روزے کو اندھیرے پر افطار کرنا اور اندھیرے کیلئے قرآن میں لفظ لیل استعمال ہوا ہے اور لیل کا ترجمہ مغرب کی آذان ہو ہی نہیں سکتا اور صحابہ کرام نے بھی یہ کہاہے کہ غروب آفتاب دن کا وقت ہے۔

https://youtu.be/B3tARVzla5c?t=3

3. انجینئر مرزا محمد علی کا بیان :

اتموا الصیام الی اللیل کے تحت بیان کرتے ہیں اپنے روزے کو رات ہونے تک مکمل کرو نہ کہ شام ہونے تک۔

https://youtu.be/QagWE5R_5UQ

شیعہ سکالرز کے ویڈیو بیانات :

الشیخ حبیب کا بیان :

وہ وقت افطار کے متعلق کیے جانے والے سوال کے جواب میں فرماتے ہیں ہم اہلسنت کے ساتھ روزہ اس لیے افطار نہیں کرتے کیونکہ وہ سورج کی ٹکیہ کے پوشیدہ ہوتے ہی روزہ افطار کر دیتے ہیں اور ہماری فقہ جعفریہ کے مطابق یہ درست نہیں کیونکہ ارشاد خداوندی ہے ﴿ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ﴾ روزے کو مکمل کرو رات تک اور یہ نہیں فرمایا اتموا الصیام الی الغروب کہ تم روزے کو مکمل کرو غروب تک جبکہ غروب اور رات کے درمیان نمایاں فرق ہے جیسے ہی سورج کی ٹکیہ پوشیدہ ہو جائے تو غروب تو ہو جاتا ہے، لیکن رات نہیں ہوتی رات مغرب کے بعد داخل ہوتی ہے نہ کہ غروب کے بعد کیونکہ جیسے ہی سورج ڈوبتا ہے تو توابع شمس یعنی نور باقی رہتا ہے اسے رات نہیں کہا جا سکتا کیونکہ اس وقت ہر انسان ایک دوسرے کو دور سے دیکھ سکتا ہے جب یہ توابع زائل ہو جائیں تو رات ہو جاتی ہے۔

توابع کی دو قسمیں ہیں:

1. مشرق کی سرخی۔
2. مغرب کی سرخی۔

مشرق کی سرخی جب سر سے ڈھل جائے تو اسے زوال حمرہ مشرقیہ کہتے ہیں اور حمرہ مشرقیہ کا رنگ ایسا سرخ ہوتا ہے جس میں زردی رنگ کی آمیزش ہوتی ہے لیکن جب حمرہ مغربیہ زائل ہوجائے تو اس وقت رات داخل ہو جاتی ہے کیونکہ اس وقت آسمان پر سیاہ دھاری چھا جاتی ہے ،اور اس وقت نماز مغرب اور افطار کا وقت شروع ہو جاتا ہے، یاد رکھنا کہ حمرہ مغربیہ اور مشرقیہ کا زائل ہو جانے سے ہی وقت نماز مغرب اور وقت افطار داخل ہوتا ہے اور ہمارے مذہب امامیہ کے نزدیک استتار قرص قطعاً کافی نہیں ہے۔

مذہبی اور سائنسی شیعہ سکالر سیدہ طلیعہ زینب کا بیان :

سوال: فقہ جعفریہ کا وقت افطار باقی فقھوں سے مختلف کیوں؟

جواب بزبان مذہبی سکالر سیدہ طلیعہ زینب:

اللہ تعالی نے افطاری کے لئے وقت مقرر فرمایا ہے ۔جیسا کہ قران مجید میں وقت افطار کیلئے ﴿ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ﴾ کا حکم نازل ہوا ہے (لیل)یعنی رات کا لفظ استعمال ہو اہے یعنی تم روزہ مکمل کرو رات تک نہ کہ شام تک، قرآن مجید میں وقت شام کے لئے لفظ اصیلا

اور لفظ بالعشی استعمال ہوا ہے جیسا کہ ارشاد رب العزت ہے ﴿ وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ﴾ (سورۃ الأحزاب /42) صبح وشام اس کی تسبیح کیا کرو۔ ﴿ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ﴾ (سورۃ الانسان/25) اور صبح شام اپنے رب کے نام کی تسبیح کرتے رہیں۔

﴿ إِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصَّافِنَاتُ الْجِيَادُ ﴾ (سورۃ ص/ 31) اس وقت کو یاد کرو جب شام کے وقت (سلیمان نبی اللہ علیہ السلام) کے سامنے عمدہ اور اصیل گھوڑے پیش کیے گئے۔

شام اور رات کے درمیان نمایاں فرق ہے جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ رات کا صدق غروب آفتاب کے بعد ہوتا ہے اور غروب کی دو قسمیں ہیں غروب ظاہری اور غروب شرعی۔

غروب ظاہری: وہ ہوتا ہے جب سورج کی ٹکیہ چھپ جائے۔

غروب شرعی: وہ وقت ہے جب مشرق سے نکلنے والی سیاہی سر کی چوٹی پر پہنچ جائے، اور آپ کے سر کا Level اور مشرق سے نکالنے والی سیاہی کا Level آپس میں برابر ہو جائے اس کو غروب شرعی کہا جاتا ہے۔

غروب ظاہری اور شرعی کے درمیان کتنا فرق ہے؟

سائنس کے مطابق زمین اور سورج کے درمیان کا فاصلہ تقریبا 149.6 ملین میٹر ہے، اور روشنی زمین تک پہنچنے کیلئے 459, 299,792 میٹر فی سکینڈ فاصلہ طے کرتی ہے، اور جب آپ فاصلہ کو رفتار پر تقسیم کریں تو جواب 499 سکینڈ آئے گا اس کے تقریبا 9 منٹ بنتے ہیں۔

یہ فرق آپ لوگوں کو اس لئے بتایا جارہاہے کہ سورج سے نکلنے والی اخری کرن زمین تک پہنچے میں تقریباً9 منٹ لگاتی ہے اس سے ثابت ہوا کہ غروب ظاہری اور شرعی کے درمیان تقریبا 9 منٹ کا فرق ہے جب غروب شرعی کامل ہو جاتا ہے تو اس وقت ہم شیعہ لوگ اپنا روزہ افطار کرتے ہیں یہی وہ وقت ہے جس کا فرق شیعہ اور باقی فقہوں سے روزہ افطار کرنے کا ہے۔

فزکس میں Speed معلوم کرنے کا فارمولا:

Speed = distance / time

اگر اس فارمولے کو Apply کرکے Time نکالنا ہو تو وہ کچھ یوں ہو گا۔

Time = distance / speed

اور اب اگر زمین اور سورج کا Distance یعنی فاصلہ ہے، جو کہ 149,597,870,700 میٹر ہے، اس کی اور روشنی کی رفتار ہے یعنی Speed جو کہ 299,792,458 میٹر پر سکینڈ ہے ان کی قیمتیں فارمولا میں اپلائی کریں تو نتیجہ کچھ یوں ہو گا۔

Time = 149,597,870,700 / 299,792,458

= 499.004 **Seconds**

اگر ان کو منٹس میں تبدیل کریں تو 8.67 **minutes** بنے گے۔

$$\text{Time in minutes} = 499.004\ \text{Second}/60$$

$$= 8.67\ \textbf{minutes}$$

اور یہ تقریبا 9منٹ بنتے ہیں، اور یہی غروب ظاہری اور غروب شرعی کے درمیان فرق ہے۔

https://youtu.be/vS2SU5MRd8Q

نوٹ: قرآنی اور سائنسی دلائل کے ساتھ بتاریخ 22 مئی 2018ء کو وقت افطار کے متعلق یہ ویڈیو خطاب کیا گیا۔

مضحکہ خیز قول :

بالفرض تم کہتے ہو کہ شیعہ کا روزہ دیر سے افطار کرنے سے مکروہ ہو جاتا ہے تو فرض کرو بروز محشر شیعہ اپنے روزے پیش کرتے ہیں اور سنی اپنے، مگر شیعہ کا افطاری کا وقت غلط نکل آتا ہے تو پھر بھی تمہارے عقیدے کے مطابق شیعہ کا روزہ مکروہ ہے یعنی روزہ شمار ہو گا مگر مکروہ ہونے کی وجہ سے ثواب میں کمی کر دی جائے گی دوسری طرف بالفرض سنی کا وقت افطار غلط نکل آیا تو یعنی پھر وقت سے پہلے روزہ افطار نہیں ہوتا بلکہ ٹوٹ جاتا ہے اور روزہ ٹوٹنے کی سزا 60 مسکنیوں کو کھانا کھلانا ہے تو قیامت کے روز اپ ان کو کس ریسٹورنٹ سے بطور کفارہ کھانا کھلاو گے۔

ضعیف روایات کا سہارا:

اب ہم اپنے قارئین کرام کی خدمت میں وہ ضعیف السند روایات اور ان کے جوابات پیش کرتے ہیں جن کے زریعے عوام الناس کو دھوکہ دے کر ان کی روزہ جیسی عظیم عبادت سے کھیل کھیلا جاتا ہے اور شیعہ مسلمانوں کے خلاف عوام الناس کے دلوں میں بغض اور کینے کا بیج بویا جاتا ہے کہ شیعہ حضرات روزہ مکروہ کر کے افطار کرتے ہیں۔

اعتراض: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنِ قُرَّةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: أَحَبُّ عِبَادِي إِلَيَّ أَعْجَلُهُمْ فِطْرًا .

ترجمہ: حضرت ابو ھریرہ روایت کرتا ہے کہ رسول خداؐ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے نزدیک وہ لوگ محبوب ترین ہیں جو روزہ افطار کرنے میں جلدی کرتے ہیں۔

جواب: اس حدیث کی شرح میں صاحب تحفۃ الاحوذی طیبی لکھتے ہیں:

« قَالَ الطِّيبِيُّ : وَلَعَلَّ السَّبَبَ فِي هَذِهِ الْمَحَبَّةِ الْمُتَابَعَةُ لِلسُّنَّةِ وَالْمُبَاعَدَةُ عَنِ الْبِدْعَةِ وَالْمُخَالَفَةُ لِأَهْلِ الْكِتَابِ ».

ترجمہ: علامہ طیبی لکھتے ہیں کہ شاید اس محبت کا سبب سنت کی اتباع اور بدعت سے دوری اور یہود و نصاری کی مخالفت مقصود ہے۔

(تحفة الاحوذی بشرح جامع ترمذی ج3 ص 316، تالیف الحافظ ابوالعلا محمد عبد الرحمن ابن عبد الرحیم مبارکفوری متوفی 1353ھ، منشورات محمد علی بیضون دار الکتب العلمیة بیروت لبنان ، طبع 2001ء)

اس حدیث سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ وقت سے پہلے روزہ افطار کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے بلکہ اس حدیث میں اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ مسلمان روزہ افطار کرنے میں اھل کتاب کی اتباع نہ کریں کیونکہ وہ اس وقت روزہ افطار کرتے ہیں جب آسمان پر ستارے جگمگانے لگیں۔

نیز شیخ الحدیث مفتی محمد محمود الوریٰ جلدی روزہ افطار کرنے والوں کو نصیحت کرتے ہوئے لکھتے کہ جس حدیث میں جلدی روزہ افطار کرنے کا حکم وارد ہوا ہے۔اس جلدی سے مراد یہ ہے کہ ستاروں کے چمکنے سے پہلے روزہ افطار کر لیا جائے اور افطار میں اتنی جلدی نہ کرو کہیں وقت سے پہلے روزہ افطار کرنا لازم نہ آجائے۔ (کتاب الصیام طبع لاہور، ص 68)

اعتراض: عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَا تَزَالُ أُمَّتِي بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْإِفْطَارَ وَأَخَّرُوا السَّحُورَ .

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول خدا فرماتے ہیں اس وقت تک میری امت میں بھلای رہے گی جب تک وہ روزہ افطار کرنے میں جلدی اور سحری کھانے میں دیر کرے گی

حدیث 4875۔

جواب: رَوَاهُ أَحْمَدُ ، وَفِيهِ سُلَيْمَانُ بْنُ أَبِي عُثْمَانَ ، قَالَ أَبُو حَاتِمٍ : مَجْهُولٌ .

ترجمہ: اس حدیث کو احمد نے روایت کیا ہے اور اس سلسلہ روایت میں سلیمان بن ابی عثمان ہے۔اور ابو حاتم نے اسے مجہول الحال قرار دیا ہے۔

(مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ج3 ص367، باب تعجيل الافطار و تاخير السحور، حافظ نورالدين على بن ابو بكر الهيثمي متوفى807ھ ، تحقيق عبد الله محمد الدرويش، دار الفكر)

لہذا یہ روایت سند کے لحاظ ضعیف ہے اس پر عمل کرنا جہالت سے خالی نہیں۔

اعتراض: حديث 4881 وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : إِنَّا مَعَاشِرَ الْأَنْبِيَاءِ أُمِرْنَا بِثَلَاثٍ : بِتَعْجِيلِ الْفِطْرِ ، وَتَأْخِيرِ السَّحُورِ ، وَوَضْعِ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى فِي الصَّلَاةِ .

ترجمہ: راوی بیان کرتا ہے کہ نبی کریمؐ فرماتے ہیں کہ گروہ انبیاء کو 3 چیزوں کے بجالانے کا حکم دیا گیا ہے:

1. جلدی روزہ افطار کرنا۔
2. دیر سے سحری کھانا۔
3. دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر نماز پڑھنا۔

جواب : . رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الصَّغِيرِ وَالْأَوْسَطِ ، وَفِيهِ يَحْيَى بْنُ سَعِيدِ بْنِ سَالِمٍ الْقَدَّاحُ ، وَهُوَ ضَعِيفٌ .

ترجمہ: اس حدیث کو طبرانی نے معجم الصغیر اور اوسط میں نقل کیا ہے اور اس میں راوی یحی بن سعید بن سالم القداح ضعیف ہے۔

یہ روایت ضعیف ہونے کی وجہ سے ساقط از اعتبار سمجھی جائے گی۔

(مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ج3 ص369، حافظ نور الدین علی بن ابو بکر الهیثمی، متوفی807 ھ ، تحقیق عبدالله محمد درویش ، ناشر دار لفکر بیروت لبنان، طبع 1994ء)

اعتراض: حدیث 4557 مالک بن انس (رح) انه سمع عبد الکریم بن ابی مخارق یقول من عمل النبوۃ تعجیل الفطر و الاستیناء بالسحور اخرجه الموطأ.

ترجمہ: مالک بن انس نے اس حدیث کو عبد الکریم بن مخارق سے سنا وہ کہتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے اعمال میں سے ہے جلدی روزہ افطار کرنا اور سحری کھانے میں دیر کرنا اور اس روایت کو موطا میں درج کیا گیا ہے۔

جواب: قال في التمهيد ضعيف أي عبدالكريم بن ابى مخارق متروك بالاتفاق اهل الحديث.

کتاب تمھید میں عبد الکریم بن ابی مخارق کو ضعیف قرار دیا گیا ہے اس کی روایات کو محدثین قبول نہیں کرتے بالاتفاق۔

(جامع الاصول في الاحاديث الرسول ج 6 ص454 الباب فرع الثانى فى تعجيل الافطار، مجد الدين ابى السعاده المبارك بن محمد شيبانى المعروف ابن اثير جزرى، تحقيق ايمن صالح، منشورات محمد على بيضون بيروت لبنان، طبع اول 1998ء)

اعتراض: حديث 1497 حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ طَاهِرٍ ثَنَا جَدِّي حَرْمَلَةُ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ قَالَ: سَمِعْتُ عَطَاءَ بْنَ أَبِي رَبَاحٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : إِنَّا مَعَاشِرَ الْأَنْبِيَاءِ أُمِرْنَا أَنْ نُعَجِّلَ فِطْرَنَا، وَأَنْ نُؤَخِّرَ سَحُورَنَا، وَأَنْ نَضَعَ أَيْمَانَنَا عَلَى شَمَائِلِنَا فِي الصَّلَاةِ .

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ؐ کو فرماتے ہوئے سنا کہ گروہ انبیاء کو تین چیزیں بجالانے کا حکم دیا گیا ہے۔

1. افطار میں جلدی کرنا۔
2. دیر سے سحری کھانا۔

3. دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر نماز پڑھنا۔

جواب: اسناد ضعيف جدا احمد بن طاهر شيخ الطبرانی كذاب .

محشی نے اس حدیث کے حاشیہ پر لکھتا ہے اس کی اسناد بہت ضعیف ہیں اس میں راوای احمد بن طاہر شیخ الطبرانی کذاب ہے۔

(مجمع البحرين في زوائد المعجمين علی بن ابی بکر الهيثمی متوفی 807 ھ ج2 ص 63 باب تعجيل الافطار و تاخير السحور)

محدثین کے نزدیک جھوٹی روایات متروک العمل ہوتی ہیں لہذا اس قسم کی روایات کو سہارا بنا کر مسلمانوں کو جلدی روزہ افطار کرنے کی ترغیب دلانا خلاف عقل وشرع ہے:

اعتراض: حديث 1499 حدثنا محمد بن شعيب ثنا عبدالرحمن بن سلمی ثنا ابو زهير عبد الرحمن بن مغراء عن عمر بن عبدالله بن يعلى بن مره عن ابيه عن جده قال قال رسول الله ثلاثة يحبها الله تعجيل الافطار و تأخير السحور و ضرب اليدين احدهما على الاخرى في الصلاة .

ترجمہ: روای بیان کرتا ہے کہ نبی کریمؐ فرماتے ہیں اللہ تعالی تین قسم کے اعمال کو پسند کرتا ہے۔

1. جلدی روزہ افطار کرنا۔
2. دیر سے سحری کھانا۔

3. اور ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنا۔

جواب: صاحب مجمع البحرین اس روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

«اسنادہ ضعیف فیہ عمر بن عبداللہ بن یعلی بن مرۃ ثقفی کوفي ضعیف».

یہ روایت ضعیف ہے کیونکہ اس حدیث کے سلسلہ رواۃ میں عمر بن عبد اللہ بن یعلیٰ بن مرۃ ثقفی کوفی ضعیف ہے۔

(مجع البحرین في زوایدِ المعجمین کتاب الصوم ج2 ص64، حافظ نور الدین ابی الحسن علی بن ابی بکر الهیثمي متوفی708 ھ ، تحقیق محمد حسن اسماعیل شافعی، منشورات محمد علی بیضون دار الکتاب علمیه بیروت لبنان)

سوال: ہاتھ کھول اور باندھ کے نماز پڑھنے کا کیا فلسفہ ہے اور ہاتھ باندھ کے نماز پڑھنے کی ابتداء کس دور سے ہوئی؟

جواب: ابولیث سمرقندی نے ہاتھ کھولنے اور باندھنے کا فلسفہ کچھ اس طرح سے ذکر کیا ہے:

در ابتدائ اسلام حضرت ابو بکر در نماز دست بر سینہ نھادی و بدل مناجات کردی کہ خداوندا سینہ مرا.

از کینہ پاک گردان یکی را از ایشان بیتی و مقصودی بود و نیت ابو بکر صدیق آن بود کہ اے پروردگار انچہ در نیت وآن از ایمان و معرفت ھست بر من نگساہ دار.

ترجمہ: ابتدائی اسلام میں حضرت ابو بکر سینے پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھتے اور دل میں یہ مناجات کرتے اے خداوند میرے سینے کو بغض وعناد سے پاک کر دے، اس سے ان کی نیت اور مقصد یہ تھا اے بار الہا میرے سینے میں ایمان اور معرفت ہے لہذا میرے ایمان اور معرفت کی حفاظت فرما۔

وامیر المومنین عمر دست بر شکم نھادی و بدل مناجات کردی کہ خداوندا باطن مرا از حرام نگساہ دار.

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب اپنے ہاتھوں کو شکم پر رکھ کر نماز پڑھتے اور دل میں یہ مناجات کرتے خداوند میرے شکم کو حرام خوری سے محفوظ رکھ۔

وامیر المومنین عثمان دست بر فرج نھادی و نیت ان بود و بدل مناجات کردی کہ خداوندا فرج مرا از حرام نگساہ دار.

ترجمہ: حضرت عثمان بن عفان زیر ناف ہاتھ رکھ کر نماز پڑھتے اور اس سے ان کا قصد و نیت یہ ہوتی اور دل میں یہ مناجات کرتے کہ خداوند میری شرم گاہ کی حفاظت فرما اور اس کو حرام سے محفوظ رکھ۔

و امیر المومنین علیؑ دستھا را آزاد دشتی و نیت وی ان بودی کہ خدا وندا علی ہیچ ندارد و امید بر فضل تو دارد و بدل مناجات کردی کہ خدا وندا دل و دست مرا از دنیا آزاد گردان.

ترجمہ: امیر المومنین علیؑ ہاتھ کھول کر نماز پڑھتے اس سے ان کی نیت یہ ہوتی کہ علی کو کسی اور چیز کی ضرورت نہیں ہے (نہ علیؑ کے سینے میں کینہ ہے اور نہ حرام لقمہ کھانے کا خوف ہے اور نہ ہی نعوذ باللہ حرام میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہے اور نہ ہی علی کی معرفت اور ایمان میں کسی قسم کی کمی ہے) پس علی کو تیرے فضل و کرم کی ضرورت ہے اور دل میں یہ مناجات کرتے اے خداوندا میرے دل اور ہاتھوں کو دنیا کی رغبتوں اور زنجیروں سے آزاد رکھ۔

(محشی صلوٰۃ المسعودی ج 1 ص 49، تالیف ابو لیث نصر بن محمد بن ابراهیم بن خطاب الفقیہ الحنفی ثمر قندی، ناشر تاجران کتب بازار کشمیری شہر لاہور، مطبع نامی گرامی اسلامی، بفرماش صاحب صدق والیقین شیخ الهی بخش محمد جمال الدین، طبع 1255 ہجری)

اس عالم بزرگوار کی تاریخ وفات میں شدید اختلاف پایا جاتا ہے بعض صاحبان تراجم نے 377ھ لکھی ہے۔

نوٹ: یہ کتاب شیعہ لائبریری مدرسہ دارالعلوم محمدیہ - سرگودھا- بلاک نمبر 19 اور علامہ ملک آفتاب حسین جوادی صاحب (اسلام آباد) کی لائبریری میں موجود ہے۔

وقت سے پہلے روزہ افطار کرنے والوں کے لئے دردناک عذاب:

اب ہم اپنے محترم قارئین کرام کی خدمت میں وہ صحیح الاسناد روایات پیش کرتے ہیں جن میں وقت سے پہلے روزہ افطار کرنے والوں کو دردناک عذاب کی وعید سنائی گئی ہے۔

حدیث1: 7491 أَخبرَنَا محمَّد بْنَ إِسْحَاقَ بْنِ خُزَيْمَةَ حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ بَكْرٍ حدثني ابْنُ جَابِرٍ ، حدثني سُلَيْمِ بْنِ عَامِرٍ ، حَدَّثَنِي أَبُو أُمَامَةَ الْبَاهِلِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ إِذْ أَتَانِي رَجُلَانِ ، فَأَخَذَا بِضَبْعَيَّ ، فَأَتَيَا بِي جَبَلًا وَعْرًا ، فَقَالَا : اصْعَدْ ، فَقُلْتُ : إِنِّي لَا أُطِيقُهُ ، فَقَالَا: إِنَّا سَنُسَهِّلُهُ لَكَ ، فَصَعِدْتُ حَتَّى

إِذَا كُنْتُ فِي سَوَاءِ الْجَبَلِ إِذَا بِأَصْوَاتٍ شَدِيدَةٍ ، قُلْتُ : مَا هَذِهِ الْأَصْوَاتُ ؟ قَالُوا: هَذَا عُوَاءُ أَهْلِ النَّارِ، ثُمَّ انْطُلِقَ بِي ، فَإِذَا أَنَا بِقَوْمٍ مُعَلَّقِينَ بِعَرَاقِيبِهِمْ، مُشَقَّقَةٍ أَشْدَاقُهُمْ ، تَسِيلُ أَشْدَاقُهُمْ دَمًا قَالَ : قُلْتُ : مَنْ هَؤُلَاءِ ؟ قَالَ : هَؤُلَاءِ الَّذِينَ يُفْطِرُونَ قَبْلَ تَحِلَّةِ صَوْمِهِمْ . إِسْنَادُهُ صَحِيحٌ وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ.

ترجمہ: ہمیں محمد بن اسحاق بن خزیمہ نے بتایا۔ ہمیں ربیع بن سلیمان نے بتایا، ہمیں بشر بن بکر نے بتایا، مجھے ابن جابر نے بتایا، مجھے سلیم بن عامر نے بتایا، مجھے ابو امامہ الباھلی نے بتایا وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے رسول اللہ ص کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں عالم خواب میں تھا دو آدمی میرے پاس ائے انہوں نے میرے دونوں بازو پکڑے اور مجھے ایک مشکل اور کٹھن قسم کے پہاڑ پر لے گئے اور مجھے مزید اوپر بلند ہونے کیلئے کہا جب میں اس پہاڑ کی چوٹی پر پہنچا تو مجھے وہاں سے سخت قسم کی آوازیں سنائی دینے لگیں، میں نے پوچھا یہ آوازیں کہاں سے سنائی دے رہی ہیں مجھے بتایا گیا یہ چیخ وپکار اھل جہنم کی ہے پھر وہ مجھے لے کر آگے بڑھے میں نے اپنے آپ کو ایک ایسی قوم میں پایا جنہیں الٹا لٹکایا گیا تھا اور ان کی باچھیں پھٹی ہوئیں تھیں اور ان سے خون بہہ رہا تھا میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں مجھے بتایا گیا یہ وہ لوگ ہیں جو وقت سے پہلے روزہ افطار کیا کرتے تھے۔ اس روایت کی اسناد صحیح ہیں اور اس کے رواى ثقہ ہیں۔

(صحیح ابن حبان بالترتیب ابن بلبان، باب ذکر وصف عقوبة اقوام من أجل أعمال ارتکبوھا اري رسول الله ایاھا، حدیث 7491 ج 16 ص536، تالیف الأمیر اعلاء الدین علی بن بلبان الفارسی متوفی 739ھ، تحقیق و تعلیق شعیب ارنووط، ناشر موسسة رساله، طبع ثالث 1997ء)

حدیث 2: حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ ، ثَنَا بَحْرُ بْنُ نَصْرِ بْنِ سَابِقٍ الْخَوْلَانِيُّ ، ثَنَا بِشْرُ بْنُ بَكْرٍ ، ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ ، عَنْ سُلَيْمِ بْنِ عَامِرٍ أَبِي يَحْيَى الْكَلَاعِيِّ قَالَ : حَدَّثَنِي أَبُو أُمَامَةَ الْبَاهِلِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ إِذْ أَتَانِي رَجُلَانِ فَأَخَذَا بِضَبْعَيَّ فَأَتَيَا بِي جَبَلًا وَعْرًا فَقَالَا لِي: اصْعَدْ فَقُلْتُ : إِنِّي لَا أُطِيقُهُ ، فَقَالَا : إِنَّا سَنُسَهِّلُهُ لَكَ فَصَعِدْتُ حَتَّى إِذَا كُنْتُ فِي سَوَاءِ الْجَبَلِ إِذَا أَنَا بِأَصْوَاتٍ شَدِيدَةٍ فَقُلْتُ: مَا هَذِهِ الْأَصْوَاتُ؟ قَالُوا: هَذَا عَوَىُ أَهْلِ النَّارِ ، ثُمَّ انْطَلَقَ بِي فَإِذَا أَنَا بِقَوْمٍ مُعَلَّقِينَ بِعَرَاقِيبِهِمْ مُشَقَّقَةٌ أَشْدَاقُهُمْ تَسِيلُ أَشْدَاقُهُمْ دَمًا قَالَ : قُلْتُ : مَنْ هَؤُلَاءِ ؟ قَالَ : هَؤُلَاءِ الَّذِينَ يُفْطِرُونَ قَبْلَ تَحِلَّةِ صَوْمِهِمْ. هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ، وَلَمْ يُخْرِجَاهُ .

ترجمہ: ہمیں ابو عباس محمد بن یعقوب نے بتایا۔ ہمیں بحر بن نصر بن سابق خولانی نے بتایا ہمیں بشر بن بکر نے بتایا، ہمیں عبد الرحمٰن بن یزید بن جابر نے بتایا اس نے سلیم بن عامر ابو یحیی الکلاعی سے سنا اس کو ابو امامہ بالباھلی نے بتایا وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے رسول اللہ ؐ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں عالم خواب میں تھا دو آدمی میرے پاس آئے انہوں نے میرے دونوں بازو پکڑے اور مجھے ایک مشکل اور کٹھن قسم کے پہاڑ پر لے گئے اور مجھے مزید اوپر بلند ہونے کے لے کہا اور میں نے ان سے کہا میں پہاڑ پر بلند ہونے کی قدرت نہیں رکھتا اور انہوں نے مجھ سے کہا ہم پہاڑ پر چڑھنے کیلیئے آپ کی مدد کرتے ہیں پس میں اوپر بلند ہوا اور یہاں تک کہ پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ گیا تو مجھے وہاں سے سخت قسم کی آوازیں سنائی دینے لگیں میں نے پوچھا یہ آوازیں کہاں سے سنائی دے رہی ہیں؟ مجھے بتایا گیا یہ چیخ وپکار اھل جہنم کی ہے پھر وہ مجھے لے کر اگے بڑھے میں نے اپنے آپ کو ایک ایسی قوم میں پایا جنہیں الٹا لٹکایا گیا تھا اور ان کی بانچھیں پھٹی ہوئیں تھیں اور ان سے خون بہہ رہا تھا میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں مجھے بتایا گیا یہ وہ لوگ ہیں جو وقت سے پہلے روزہ افطار کیا کرتے تھے۔ یہ حدیث امام مسلم کے معیار کے مطابق صحیح ہے لیکن اسے صحیحین میں نقل نہیں کیا گیا ہے۔

(مستدرك على الصحيحين ج1ص 595حديث 1568كتاب الصوم ، علامه حافظ ابو عبدالله محمد بن عبدالله حاكم نيشاپوری (ايرانی)، تحقيق مصطفی عبد القادر عطا ، ناشر دار الكتاب العلميه بيروت لبنان)

حدیث 3: اخبرنا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمُرَادِيُّ، وَبَحْرُ بْنُ نَصْرٍ الْخَوْلَانِيُّ قَالَا : ثَنَا بِشْرُ بْنُ بَكْرٍ ، نَا ابْنُ جَابِرٍ ، عَنْ سُلَيْمِ بْنِ عَامِرٍ أَبِي يَحْيَى، حَدَّثَنِي أَبُو أُمَامَةَ الْبَاهِلِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ إِذْ أَتَانِي رَجُلَانِ ، فَأَخَذَا بِضَبْعَيَّ ، فَأَتَيَا بِي جَبَلًا وَعْرًا ، فَقَالَا : اصْعَدْ ، فَقُلْتُ : إِنِّي لَا أُطِيقُهُ ، فَقَالَا: إِنَّا سَنُسَهِّلُهُ لَكَ ، فَصَعِدْتُ حَتَّى إِذَا كُنْتُ فِي سَوَاءِ الْجَبَلِ إِذَا بِأَصْوَاتٍ شَدِيدَةٍ ، قُلْتُ : مَا هَذِهِ الْأَصْوَاتُ ؟ قَالُوا: هَذَا عُوَاءُ أَهْلِ النَّارِ، ثُمَّ انْطُلِقَ بِي ، فَإِذَا أَنَا بِقَوْمٍ مُعَلَّقِينَ بِعَرَاقِيبِهِمْ ، مُشَقَّقَةٍ أَشْدَاقُهُمْ ، تَسِيلُ أَشْدَاقُهُمْ دَمًا قَالَ : قُلْتُ : مَنْ هَؤُلَاءِ ؟ قَالَ : هَؤُلَاءِ الَّذِينَ يُفْطِرُونَ قَبْلَ تَحِلَّةِ صَوْمِهِمْ .

ترجمہ: ہمیں ربیع بن سلیمان مرادی اور بحر بن نصر خولانی نے بتایا وہ دونوں کہتے ہیں ہمیں بشر بن بکر نے بتایا اس نے کہا کہ ہمیں ابن جابر نے بتایا اس نے سلیم بن عامر ابو یحیی الکلاعی سے سنا اس کو ابو امامہ باھلی نے بتایا وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے رسول اللہ ص کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں عالم خواب میں تھا دو آدمی میرے پاس آئے انہوں نے میرے دونوں بازو پکڑے اور مجھے ایک مشکل اور کٹھن قسم کے پہاڑ پر لے گئے اور مجھے مزید اوپر بلند ہونے کیلئے کہا اور میں نے ان سے کہا میں پہاڑ پر بلند ہونے کی قدرت نہیں رکھتا اور انھوں نے مجھے کہا ہم پہاڑ پر چڑھنے کیلئے آپ کی

مدد کرتے ہیں پس میں اوپر بلند ہوا یہاں تک میں پہاڑ کی چوٹی پہنچ گیا تو مجھے وہاں سے سخت قسم کی آوازیں سنائی دینے لگیں میں نے پوچھا یہ آوازیں کہاں سے سنائی دے رہی ہیں مجھے بتایا گیا یہ چیخ وپکار اھل جہنم کی ہے پھر وہ مجھے لے کر آگے بڑھے میں نے اپنے آپ کو ایسی قوم میں پایا جنہیں الٹا لٹکایا گیا تھا اور ان کی باچھیں پھٹی ہوئیں تھیں اور ان سے خون بہہ رہا تھا میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں مجھے بتایا گیا یہ وہ لوگ ہیں جو وقت سے پہلے روزہ افطار کیا کرتے تھے۔

(صحیح ابن خزیمہ ج 2 ص 331 ، باب ذکر تعلیق المفطرین قبل وقت الافطار حدیث 1986،تالیف علامه ابو بکر محمد بن اسحاق بن خزیمه نیشارپوری (ایرانی) متوفی 311ھ ، تحقیق ابو عبدالرحمة عادل بن سعد ، ناشر دار الکتاب العلمیه بیروت لبنان)

نوٹ:اس ادارہ دار الکتب العلمیہ کی تاسیس 1971ء میں کی گئی۔

حدیث4: عن أَبي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ إِذْ أَتَانِي رَجُلَانِ ، فَأَخَذَا بِضَبْعَيَّ ، فَأَتَيَا بِي جَبَلًا وَعْرًا ، فَقَالَا لِيَ: اصْعَدْ فَقُلْتُ : إِنِّي لَا أُطِيقُهُ ، فَقَالَا: إِنَّا سَنُسَهِّلُهُ لَكَ، فَصَعِدْتُ حَتَّى إِذَا كُنْتُ فِي سَوَاءِ الْجَبَلِ إِذَا أَنَا بِأَصْوَاتٍ شَدِيدَةٍ ، فَقُلْتُ : مَا هَذِهِ الْأَصْوَاتُ ، قَالُوا : هَذَا عُوَاءُ أَهْلِ النَّارِ ، ثُمَّ انْطُلِقَ بِي فَإِذَا أَنَا بِقَوْمٍ مُعَلَّقِينَ بِعَرَاقِيبِهِمْ مُشَقَّقَةٌ أَشْدَاقُهُمْ تَسِيلُ أَشْدَاقُهُمْ دَمًا ، فَقُلْتُ : مَنْ

هَؤُلَاءِ فقيل هَؤُلَاءِ الَّذِينَ يُفْطِرُونَ قَبْلَ تَحِلَّةِ صَوْمِهِمْ . رواه ابن خذيمه وابن حبان في صحيحهما .

ابو امامہ باہلی بیان کرتا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں عالم خواب میں تھا دو آدمی میرے پاس آئے انہوں نے میرے دونوں بازو پکڑے اور مجھے ایک مشکل اور کٹھن قسم کے پہاڑ پر لے گئے اور مجھے مزید اوپر بلند ہونے کیلئے کہا میں نے کہا میں پہاڑ پر مزید بلند ہونے کی قدرت نہیں رکھتا اور انہوں نے مجھ سے کہا ہم پہاڑ پر چڑھنے کیلئے آپ کی مدد کرتے ہیں پس میں اوپر بلند ہوا یہاں تک میں پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ گیا تو مجھے وہاں سے سخت قسم کی آوازیں سنائی دینے لگیں میں نے پوچھا یہ آوازیں کہاں سے سنائی دے رہی ہیں مجھے بتایا گیا یہ چیخ وپکار اھل جہنم کی ہے پھر وہ مجھے لے کر آگے بڑھے میں نے وہاں اپنے آپ کو ایسی قوم میں پایا جنہیں الٹا لٹکایا گیا تھا اور ان کی باچھیں پھٹی ہوئیں تھیں اور ان سے خون بہہ رہا تھا میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں مجھے بتایا گیا یہ وہ لوگ ہیں جو وقت سے پہلے روزہ افطار کیا کرتے تھے۔ اس حدیث کو ابن خزیمہ نے اپنی کتاب صحیح ابن خزیمہ میں اور ابن حبان نے اپنی کتاب صحیح ابن حبان میں درج کیا ہے۔

(الترغيب و الترهيب من الحديث الشريف ج 2 ص 234 حديث1455، باب الترهيب من الافطار شيء من رمضان من غير عذر ، تاليف حافظ ابو محمد ذكى

الدین عبدالعظیم بن عبد القوی المنذری متوفی 656ھ، تحقیق و تعلیق و حاشیہ محمد محی الدین عبد الحمید ، ناشر مکتبہ اسلامی مصر ، طبع اول 1960 / سنن الکبری ج4 باب 22ص365 باب التغلیظ علی من افطر قبل غروب الشمس، علامہ ابو بکر احمد بن حسین بن علی بھقی متوفی 458ھ ، تحقیق محمد عبدالقادر ، عطا منشورات محمد علی بیضون دار الکتب العلمیہ بیروت لبان)

بندہ ناچیز نے اپنے ذوی الاحترام قارئین کرام کی خدمت میں اہلسنت حضرات کی معتبر اور مستند کتب سے صحیح الاسناد اور موثق روایات پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے جن کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی کچھ مسلمان روزہ داروں کو منہ کے بل جہنم میں لٹکائے گا۔ اور ان کے منہ سے خون اور پیپ بہہ رہی ہو گی۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون سے روزے دار ہیں جن کو عذاب الیم کا ذائقہ چکھنا پڑے گا وہ ایسے روزے دار ہوں گے جو مقرر کردہ وقت سے پہلے روزہ افطار کیا کرتے ہونگے۔

قابل غور بات یہ ہے کہ ایسے سخت عذاب الہی میں مبتلا ہونے والے روزے داروں کا تعلق کیا غیر مسلم فرقے سے ہو گا ایسا ہر گز نہیں، کیونکہ غیر مسلم کا کوئی بھی عمل قابل قبول نہیں چونکہ اس کا کفر اس کی عبادت کی قبولیت کے راستے میں مانع ہے بلکہ عبادت کی قبولیت کے لے ایمان اور اعتقادات صیحہ کا ہونا ضروری ہے اور مکتب تشیع کے متعلق بھی یہ گمان رکھنا درست نہیں کہ وہ مقرر کردہ وقت سے پہلے روزہ افطار کرتے ہیں کیونکہ اس کے برعکس شیعہ حضرات روزہ افطار

کرنے کیلئے سورج کی ٹکیہ کا ڈوبنا ہی کافی نہیں سمجھتے بلکہ مشرق کی طرف سے سیاہ دھاری کا چھا جانا ضروری سمجھتے ہیں جو سورج کی ٹکیہ کے غائب ہونے کے تقریباً 9 سے 10 منٹ بعد آسمان پر چھا جاتی ہے۔

فَتَدَبَّرۡ أَيُّهَا الۡقَارِئ

آخر میں ہم اللہ تعالی کی بارگاہ میں دعا کرتے ہیں ہماری اس مختصر سی کاوش کو بحق آل محمد اپنی بارگاہ عالیہ میں قبول فرمائے اور ہم سب مسلمانوں کو اپنے حبیب محمد مصطفی ؐ کی سیرت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور تمام مراجع عظام بالخصوص حضرت آیت اللہ العظمیٰ المرجع الدینی الحافظ بشیر حسین النجفی (دام ظلہ العالی) کا سایہ ہمارے سروں پر قائم ودائم فرمائے۔

تم بعون الله

تعالی

17 جولائی 2019ء

مؤلف کی دیگر تالیفات:

القول المختوم فی رد زواج ام کلثوم علیہا السلام

دفاع عزاداری سید الشھداءؑ اور علماء شیعہ

بشارت الکونین باقامۃ الماتم علی الحسین علیہ السلام

عزاداری سنت معصومین علیہم السلام

اِثبات حدیث کساء

الجمع بین الصلاتین